حیاتِ برزخی کا اثبات

تالیفِ لطیف

علامہ غلام مصطفی مجددی
(ایم اے)

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات برزخی کا اثبات

تحقیق و ترتیب

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

فیضان رحمت

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

نام کتاب ••• ---- ••• حیات برزخی کے اثبات

نام مؤلف ••• ---- ••• علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

پروف ریڈنگ ••• ---- ••• غلام دستگیر احمد

کمپوزنگ ••• ---- ••• محمد اکرام مجددی

تحریک ••• ---- ••• چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر ••• ---- ••• چوہدری عبد المجید قادری

قیمت ••• ---- ••• 40/= روپے

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

آئینہ کتاب

انتساب

ناشر زہد و طریقت، وارثِ علم و حکمت، حاملِ انوارِ شریعت

حضور قبلہ عالم مولانا محمد نور الدین نقشبندی مجددی قدس سرہ

بانی خانقاہِ نقشبندیہ مجددیہ نزد عید گاہ شکر گڑھ شریف

کے نام

یاالٰہی کھول دے عرفان سے سینہ مرا
شیخ نور الدین میرے دلربا کے واسطے

مجددی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے ساتھ عالم امر کی ارواح کو وجود بشری میں سمانے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا، اُن کا ایک ایک انداز دست قدرت سے تیار کیا، فرمایا تین کی قسم، زیتون کی قسم، طور سینین کی قسم اور اس شہر امین کی قسم، بے شک ہم نے انسان کو نہایت خوبصورت انداز میں پیدا کیا ہے، پھر اُن کے جسم خاکی میں اپنی روح پھونکی تو وہ کامل انسان بن کر بیدار ہو گئے اور ارواح کے عالم اجسام میں آنے کا بہترین وسیلہ بن گئے، اب یہ آئین مشیت بن چکا کہ جس نے بھی عالم اجسام میں وجود بشری حاصل کرنا تھا، اسی خلیفۂ ارضی کی بدولت حاصل کرنا تھا، اُن کے وجود سے حضرت حوا رضی اللہ عنھا پیدا ہوئیں اور پھر اس بابرکت جوڑے سے اربوں انسانوں نے جنم لیا، فرمایا،

اے انسانو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا فرمایا، اس سے اُس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر اُن دونوں سے بے شمار مردوں اور عورتوں کو پیدا فرمایا، (سورۃ النسا آیت ۱)

یہ عالم اجسام انسان کی امتحان گاہ ہے جس میں اُس کی روحانی پرورش کے لیے انبیا کرام کی تعلیمات اور اولیا عظام کے فیوضات قدم قدم پر موجود ہیں جبکہ جسمانی نشوونما کے لیے انواع واقسام کی نعمتوں کے جہان آباد ہیں، اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا ہے، آسمان سے رحمتوں بھرے بادل نازل کرتا ہے اور زمین سے رنگ برنگے پودے اُگاتا ہے، سورج، چاند، ستاروں کی روشنی سے اندھیروں کو کافور کرتا، یہ دن اور رات، یہ آب اور خاک، یہ باد اور نار، یہ پھول اور شبنم، انسان کی خدمت کے لیے کمربستہ ہیں، سب کچھ اس کے لیے ہے اور یہ اپنے خالق کی تقدیس کے لیے ہے، فرمایا، ہم نے انسانوں اور جنوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، (القرآن)

انسان روح اور جسم کا مجموعہ ہے، دونوں اچھے اور برے اعمال کے ذمہ دار ہیں، نیز جزا اور سزا کے حق دار ہیں اس عالم کے بعد ایک اور جہان بھی انسان کا منتظر ہے، اُسے جہان برزخ کہا جاتا ہے، وہاں تک اجسام کے پہنچنے کے لیے موت کو ذریعہ بنایا گیا ہے، جس طرح عالم امر سے عالم خلق میں منتقل ہوتے وقت روحیں فنا کی گھاٹ نہیں اُتریں، اسی طرح جہان برزخ میں منتقل ہوتے وقت بھی اُن کو کچھ نہیں ہوگا، اس ارتقا کے باوجود اُن کا احساس رکھنا، ادراک کرنا، دیکھنا، سوچنا، سننا، بولنا، ارادہ کرنا، آنا جانا اور تصرف کرنا بحال رہے گا، موت کا یہ مطلب نہیں کہ انسان قطعی طور پر نیست ونابود ہو جائے گا، مر کر مٹی میں مل جائے گا، بلکہ موت تو ایک پُل ہے جس پر چل کر انسان اپنے مالک حقیقی سے ملاقات کرتا ہے۔ یا پھر روح اور جسم کے اس "معروف تعلق" کے ٹوٹ جانے کا نام ہے، اس کے باوجود روح اور جسم کا رابطہ برقرار رہتا ہے، جسم کو عذاب ہوتا ہے، روح اس کی شدت پوری طرح محسوس کرتی ہے، اگر روح کو غم لاحق ہوتا ہے تو جسم پوری طرح تڑپتا ہے، ثواب کی صورت میں بھی دونوں یکساں طور پر لطف اُٹھاتے ہیں، اس کا نام ہی حیات برزخی ہے، جو اس حیات دنیوی سے زیادہ طاقتور

ہے، اہل برزخ کو جماد، پتھر اور لاشی کہنا معتزلہ کا عقیدہ ہے، مسلمان شروع سے اہل برزخ کی زندگی کے قائل ہیں، برزخ ایک وسیع وعریض جہان ہے جو یوم نشور تک موجود رہے گا، اس کے باسیوں کے اپنے اپنے مشاغل ہیں، کفار اور منافقین تو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوں گے، اُن کے ابدان اور ارواح پر آزمائشوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہوں گے، گنہگار مسلمانوں کو بھی عذاب سے دو چار کیا جا سکتا ہے، جبکہ نیکوکاروں کیلئے جنتی فرش بچھائے جاتے ہیں، جنتی لباس پہنائے جاتے ہیں، جنتی باغات کی بادِ صبا پہنچائی جاتی ہے، رزق کریم سے استقبال کیا جاتا ہے، ان کے اجسام بھی تروتازہ ہوتے ہیں، کفن تک سلامت رہتے ہیں، ان کی ارواح بھی علی علیین میں، چاہِ زم زم میں، جنتی پرندوں کے پوٹوں میں یا عرش اعظم کے کنگروں میں جلوہ گر ہوتی ہیں، ان کو عالم خلق کی سیر کا مکمل اختیار دیا جاتا ہے، وہ آن واحد میں مشرق ومغرب، شمال وجنوب کا چکر لگا سکتی ہیں، ایک لمحے میں ہزاروں مقامات پر حاضر وناظر ہو سکتی ہیں، انبیا کرام، شہدا عظام اور اولیا فخام کا تو کیا کہنا، یہ ساری کائنات ان کے کمالات کی جولانگاہ ہے، وہ اپنے چاہنے والوں کی امداد کرتے ہیں، فریاد سنتے ہیں، زمان و مکان کی قید سے آزاد ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی ''حیات طیبہ'' کا ان سے وعدہ فرمایا تھا، سو وہ اس کی لذتوں سے شادکام ہوتے ہیں، یاد رہے کہ عذاب قبر اور ثواب قبر کا عقیدہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس پر آیات اور احادیث کے دلائل قائم ہیں، اس کا انکار گمراہی ہے، اب اگر انسان برزخ میں ''جماد محض'' ہو کر رہ جائے تو عذاب وثواب کا کیا فائدہ؟ اس صورت میں تو یہ عقیدہ ہی باطل ہو جاتا ہے، اور سینکڑوں نصوص کی تردید لازم آتی ہے، حضرت شیخ ابن باز نجدی اور ان کی ذریت نے معتزلہ کے نقش قدم پر چل کر اہل قبور کو جماد اور لاشی سمجھا ہے، چنانچہ وہ جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں کھڑے ہو کر اصحاب واہل بیت کے بارے میں یہ گستاخانہ الفاظ ادا کرتے نظر آتے ہیں، کاش ان کو معلوم ہوتا کہ وہ مقدس مآب افراد اپنی

قبروں میں حیات برزخی کے ساتھ زندہ ہیں، جو اس حیات دنیوی سے زیادہ حسین اور عظیم ہے، نجدی علما نے حیات برزخی کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہر جگہ ٹھوکر کھائی ہے، اور اہل برزخ کیساتھ رابطہ کرنے، ان سے مخاطب ہونے، ان سے فریاد کرنے، ان کی امداد چاہنے اور ان کے لطف وکرم کی امید رکھنے کو شرک اکبر قرار دیا ہے، اس لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر قلم اٹھایا جائے اور اس کی حقانیت کے لئے قرآن وحدیث کے دلائل جمع کئے جائیں تاکہ التباس دور ہو جائے اور اوہام کے بادل کافور ہو جائیں۔

...... قرآن پاک کا فیصلہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں واضح طور پر فرمایا ہے،

...... کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون O کیونکر تم انکار کرتے ہو اللہ کا حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے، (سورۃ البقرہ:۲۸)

حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ''یہاں دو چیزیں قابل غور ہیں' پہلی یہ کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا بیان مقصود ہے تو پھر موت کا ذکر کیوں کیا، اس کا جواب تو یہ ہے کہ کیونکہ یہ موت انسان کو فانی زندگی سے نکال کر ابدی اور دائمی زندگی کی طرف لے جاتی ہے، تو یہ موت ہزار نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔ دوسری قابل غور چیز یہ ہے کہ یہاں دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر ہے، اگر قبر کی زندگی مانی جائے تو تین زندگیاں اور تین موتیں لازم آئیں گی، اور یہ آیت کے خلاف ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ﴿ ثم یمیتکم ﴾ سے قبر کی زندگی مراد ہے، کیونکہ اس کے بعد

ارشاد ہے، ﴿ثم الیہ ترجعون﴾ پھر تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، یہاں ثم کا لفظ استعمال ہوا ہے جو تعقیب اور تاخیر کیلئے آتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا اس زندہ ہونے کے بعد ہوگا لیکن اس کے بعد فوراً نہیں بلکہ دیر کے بعد، اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب کہ قبر کی زندگی کو تسلیم کیا جائے، اگر کہا جائے کہ ﴿ثم یمیتکم﴾ سے مراد حشر کی زندگی ہے تو پھر ثم کے استعمال کا محل معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ جب قبروں سے اہل قبور اٹھائے جائیں گے تو فوراً بارگاہ الٰہی میں پہنچیں گے، کسی ٹال مٹول یا تاخیر کی اجازت نہیں ہوگی، (ضیاالقرآن ۱/۴۴) ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے،

﴿حتی اذا جاء احدھم الموت .... ومن وراء ھم برزخ الی یوم یبعثون﴾ یہاں تک کہ جب کسی کو موت آئے تو کہتا ہے کہ اے رب مجھے واپس پھیر دے، شاید اب میں بھلائی کماؤں اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا ہوں یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے، اور ان کے آگے ایک برزخ (آڑ) ہے، اس دن تک جسمیں اٹھائے جائیں گے، (سورۃ المومن:۹۹)

حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بعض مفسرین نے کہا ہے کہ برزخ موت سے وقتِ بعثت تک کی مدت کو کہتے ہیں'' (خزائن العرفان ص ۴۵۱)

بعض حضرات جب حیات برزخی کا انکار کرتے ہیں تو کہتے ہیں قبروں میں کیا رکھا ہے، وہاں انسان کی ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں تحلیل ہو چکی ہوتی ہیں، جواباً عرض ہے کہ جہاں تک انبیا، شہدا، علما اور اولیا کا تعلق ہے تو ان کے اجسام مبارکہ قبروں میں محفوظ ہوتے ہیں، اس حقیقت پر ہزاروں آثار اور شواہد موجود ہیں، گنہگاروں، کافروں اور منافقوں کے اجسام مٹی میں تحلیل ہو جائیں تب بھی ان کیلئے حیات برزخی ثابت رہتی

ہے۔ حضرت امام ابن ہمام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،

''حق یہ ہے کہ جس مردے کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے اس کے اندر اتنی زندگی رکھ دی جاتی ہے کہ وہ الم کا احساس کرے، یہاں تک کہ اگر اس کے اجزا اس طرح بکھر گئے کہ باہم امتیاز نہ رہا بلکہ مٹی میں خلط ملط ہو گئے، پھر اسے عذاب دیا گیا تو ان ہی اجزا میں زندگی رکھ دی جاتی ہے جو نظر نہیں آتے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس پر ضرور قادر ہے'' (فتح القدیر ۴/۴۶۰)

عذاب قبر برحق ہے اور یہ اسی صورت میں برحق ہو سکتا ہے کہ صاحب قبر زندہ ہو، شعور رکھتا ہو اور درد والم کو محسوس کرتا ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

۞ ......النار یعرضون علیھا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب، وہ صبح وشام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور قیامت کے دن فرعون والوں کو زیادہ سخت عذاب میں ڈالنے کا حکم ہوگا، (سورۃ المومن:۴۶)

ذرا غور کیا جائے کہ قیامت سے پہلے آل فرعون کو صبح وشام آگ کے عذاب سے دو چار کرنا عذاب قبر کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے، اور اگر ان میں عذاب محسوس کرنے کیلئے حیات نہیں تو عذاب کا کیا مقصد ہے، حضور سراپا نور ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح وشام پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہے تو اسکو جنت کا مقام اور جہنمی ہے تو جہنم کا مقام دکھایا جاتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ خدا تجھے قیامت کے دن اس کی طرف بھیجے، (موطا مالک ۱/۲۴۱، بخاری، مسلم، ترمذی، سنن ابن ماجہ)

رسول پاک ﷺ کا فیصلہ

حضور رہبر ثقلین، مرشد دارین، سرور کونین ﷺ نے اپنے بہت سے ارشادات میں حیات برزخی کی حقانیت پر گفتگو فرمائی ہے، ان ارشادات نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ موت وارد ہونے کے بعد انسان کی روح اور جسم کا رابطہ برقرار رہتا ہے، اسی کا نام حیات حقیقی ہے[1]، جو اسے عالم برزخ میں بھی نصیب ہوتی ہے، بقول اقبالؔ

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی ، صبح دوام زندگی
موت کے ہاتھوں سے مٹ سکتا اگر نقش حیات
عام یوں اسکو نہ کر دیتا نظام کائنات
جو ہر انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں
موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے
زندگی کی آگ کا انجام خاکستر نہیں
ٹوٹنا جس کا مقدر ہو یہ وہ گوہر نہیں
مختلف ہر منزل ہستی کی رسم و راہ ہے
آخرت بھی زندگی کی ایک جولانگاہ ہے

---

[1] حیات کی دو قسمیں ہیں، حیات عادی اور حیات حقیقی، روح کا جسم میں رہنا حیات عادی ہے، اور جب اسے نکال لیا جاتا ہے تو گویا انسان پر موت وارد ہو جاتی ہے، لیکن اس سے اسکی حیات حقیقی میں کوئی فرق نہیں آتا، اس کی سماعت و بصارت، احساس و ادراک اور اختیار و تصرف سب کچھ برقرار رہتا ہے، حیات عادی پر موت کے وارد ہونے کی وجہ سے انسان کو مردہ یا میت کہا گیا ہے، حیات حقیقی کے ساتھ وہ زندہ ہے۔

ارشادات مصطفےٰ ﷺ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ موت کا معنیٰ عدم محض نہیں، بلکہ اس کا مطلب ہے ایک نئی زندگی کا آغاز کرنا، محبوب حقیقی سے ملاقات ہونا اور جہان دنیا سے عالم آخرت کی طرف انتقال کرنا، ان معارف کو سمجھنے کیلئے درجہ ذیل احادیث مبارکہ کا مطالعہ کیجئے اور ایمان وعرفان کو نور علیٰ نور کیجئے،

﴿ ۱ ﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب جنازہ رکھا جاتا ہے، اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے، مجھے آگے بڑھاؤ، اور اگر وہ نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے کہ ہائے تباہی، کہاں لے جاتے ہو، انسان کے سوا اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے، اور اگر انسان بھی سن لے تو بے ہوش ہو جائے، (صحیح بخاری ۱/۱۷۶، صحیح مسلم)

﴿ ۲ ﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بیشک مرنے والا غسل دینے والے، کفن پہنانے والے اور قبر میں اتارنے والے کو جانتا ہے، (مسند احمد ۳/۳)

﴿ ۳ ﴾

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

﴿الدنیا سجن المومن و جنة الکافر فاذا مات المومن یخلی سربه یسرح حیث شاء﴾ یہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت ہے، جب مومن وصال کر جاتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ وہ جہاں چاہے سیر وسیاحت کرے، (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/۳۵۵) ایک روایت کے الفاظ ہیں، مومن کی روح جب نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قید[illegible] آزاد ہو کر [illegible] گشت کرتا ہے، (کتاب الزہد ص ۲۱۱)

﴿۴﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر مرنے والا، غسل دینے والے کو پہچانتا ہے، اور اٹھانے والے کو قسمیں دیتا ہے، اگر اسے روح و ریحان اور جنت نعیم کی بشارت ملے تو قسم دیتا ہے کہ مجھے وہاں لے چل، اور اگر گرم پانی اور دہکتی ہوئی آگ کی اطلاع ہوتی ہے تو قسم دیتا ہے کہ مجھے روکے رکھ، (شرح الصدور ص ۳۹)

﴿۵﴾

حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبر کے ساتھ ٹیک لگائے دیکھا تو فرمایا، ﴿لا تؤذ صاحب هذا القبر﴾ اس قبر والے انسان کو تکلیف نہ پہنچا، (مسند احمد، مشکوۃ ص ۱۴۹)

﴿۶﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو انسان اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر جاتا ہے اور وہاں بیٹھتا ہے، اس کی وجہ سے قبر والے کا دل خوش ہوتا ہے، وہ اس کا جواب دیتا ہے جب تک وہ وہاں سے اٹھے (کتاب القبور ص ۸۴)

﴿۷﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ﴿كسر عظم الميت واذاه ككسره حيا﴾ مرنے والے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے تکلیف پہنچانا ایسے ہی ہے جیسے زندہ انسان کی ہڈی توڑی جائے (اور اسے تکلیف پہنچائی جائے)، (مسند احمد ۲/۱۰۵)

﴿۸﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مرنے

والے کو اچھا کفن دو، اسے چیخ کر رونے، اسکی وصیت میں دیر کرنے اور قطع رحمی کی وجہ سے اذیت نہ دو، اس کا قرض جلدی ادا کرو اور اسے برے ہمسائے سے دور رکھو، (الفردوس ۱/۹۸)

﴿۹﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کی قبر سے گزرتا ہے اور اسے سلام کہتا ہے، اگر وہ اسے دنیا میں جانتا تھا تو اب بھی جانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، (شرح الصدور ص ۸۴)

﴿۱۰﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص کسی شناسا آدمی کی قبر سے گزرتا ہے اور وہ اس کو سلام کرتا ہے تو وہ قبر والا بھی اسے جانتا ہے اور اسکے سلام کا جواب دیتا ہے، اور اگر کسی ناآشنا آدمی کی قبر سے گزرتا ہے اور سلام کرتا ہے تو قبر والا اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، (شعب الایمان ۷/۱۷)

﴿۱۱﴾

حضرت عبداللہ بن ابی فروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ غزوۂ احد کے شہدا کرام کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی، یا اللہ، تیرا بندہ اور تیرا برگزیدہ پیغمبر یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو آدمی بھی ان کی زیارت کو آئے گا اور انکو سلام کرے گا تو یہ اس کا جواب دیں گے، (المستدرک ۳/۲۰)

﴿۱۲﴾

حضرت محمد بن واسع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حدیث پہنچی ہے، ﴿ان الموتیٰ یعلمون بزوارهم یوم الجمعة و یوماً قبلهٗ و یوماً بعدهٗ﴾ بے شک مرنے والے جمعہ کے دن [illegible] اس کے بعد اپنے زائروں کو

جانتے ہیں، (شعب الایمان ۷/۱۸)

﴿۱۳﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،
﴿ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ، یسمع خفق نعالھم اذا انصرفوا﴾ بیشک مرنے والا قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ دفن کر کے پلٹنے والے لوگوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے، (صحیح بخاری، مسلم ۲/۳۸۶)

﴿۱۴﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک مرنے والا لوگوں کے جوتوں کا کھڑاک بھی سنتا ہے جب وہ اسے دفن کر کے چلے جاتے ہیں، (مسند احمد ۴/۲۹۶) یہ حدیث مبارک مختلف الفاظ کے ساتھ ابوداود، نسائی، طبرانی، بیہقی اور سیوطی نے بھی روایت فرمائی ہے اور اس کی اسناد کو ثقہ قرار دیا ہے،

﴿۱۵﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، ہم ایک جنازہ میں حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ تھے، جب اس کی تدفین سے فارغ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا، اب وہ تمہارے جوتوں کی آواز تک سن رہا ہے، (طبرانی فی الاوسط ص ۵۴)

﴿۱۶﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ بدر کے کنویں پر تشریف لے گئے جس میں کفار مکہ کی لاشیں پڑی تھیں، آپ نے ان سے خطاب فرمایا، ﴿وجد تم ما وعد ربکم حقاً﴾ تم نے اپنے رب کا وعدہ سچا ہوتا ہوا پالیا، کسی نے کہا کہ حضور آپ مردوں سے مخاطب ہیں، آپ نے فرمایا، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن وہ

جواب نہیں دیتے، (صحیح بخاری ۱/۱۸۳)

﴿۱۷﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ہمیں کفار بدر کے مرنے کے مقامات دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں قتل ہوگا اور یہاں فلاں، پھر جہاں آپ نے بتایا وہاں ہی وہ قتل ہوئے، آپ کے حکم سے انکی لاشیں بدر کے کنویں میں پھینک دی گئیں، آپ وہاں تشریف لے گئے اور ایک ایک کافر کا نام لے کر فرمایا، اے فلاں کے بیٹے فلاں، تم نے اللہ اور اس کے رسول کے وعدے کو برحق پالیا، میں نے تو اللہ کے وعدے کو برحق پالیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسے جسموں سے کیونکر کلام فرما رہے ہیں جن میں روحیں موجود نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، تم میرے کلام کو ان سے زیادہ نہیں سنتے، لیکن ان میں جواب دینے کی طاقت نہیں، (صحیح مسلم ۲/ ۳۸۷)

﴿۱۸﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ﴿یسمعون کما تسمعون ولکن لا یجیبون﴾ وہ سنتے ہیں جیسے تم سنتے ہو مگر وہ جواب نہیں دیتے، (فتح الباری ۷/ ۲۳۶)

﴿۱۹﴾

حضرت عبید بن مرزوق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، اس کا وصال ہوگیا، حضور نبی اقدس ﷺ اس کی قبر سے گزرے، آپ نے فرمایا، یہ کس کی قبر ہے، لوگوں نے عرض کیا، یہ ام محجن کی قبر ہے، آپ نے فرمایا، وہی خاتون جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں، لوگوں نے عرض کیا، ہاں، آپ ﷺ نے صف بنا کر نماز پڑھائی پھر اس خاتون کو خطاب کر کے پوچھا، تم نے کونسا عمل افضل پایا، لوگوں نے عرض کیا،

یارسول اللہ کیا وہ سنتی ہے؟ آپ نے فرمایا، تم اس سے زیادہ نہیں سنتے، پھر فرمایا، اس نے جواب دیا ہے کہ مسجد میں جھاڑو دینا (سب سے افضل عمل ہے) (شرح الصدور ص ۴۰)

﴿۲۰﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے ارشاد فرمایا، ﴿ حیثما مررت بقبر مشرك فبشرهٗ بالنار ﴾، تو جہاں بھی کسی مشرک کی قبر سے گزرے، اس کو آگ کی بشارت سنانا، بعد میں وہ اعرابی مسلمان ہوگیا، وہ کہتا ہے کہ مجھے اس فرمان رسول نے مشقت میں ڈال دیا ہے، میں جس کافر کی قبر سے بھی گزرا تو اسے ضرور آگ کی بشارت سنائی، (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۴)

﴿۲۱﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی مسلمان بھائی فوت ہوجائے اور تم اس کی قبر کی مٹی برابر کرچکو تو کوئی بھی آدمی اس کے سرہانے کھڑا ہوکر پکارے، اے فلاں ابن فلاں! وہ اس کی آواز سنے گا مگر جواب نہ دے گا، وہ دوبارہ اسی طرح پکارے تو وہ سیدھا ہوکر بیٹھ جائے گا، پھر وہ تیسری بار پکارے تو اب وہ جواب دے گا، ہمیں حکم کرو، اللہ تم پر رحم فرمائے، لیکن تمہیں اس کے جواب کی خبر نہیں، پھر وہ کہے کہ یاد کر وہ عقیدہ کہ جس پر تو دنیا سے نکلا تھا، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفےٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور یہ کہ تو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد مصطفےٰ ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوا، منکر اور نکیر یہ بات سن کر ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر کہیں گے، چلو اس کے پاس کیا بیٹھنا جس کو لوگ اس کی حجت بتا چکے ہیں، (معجم کبیر طبرانی ۹۹/۸)

﴿۲۲﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

انسان جب قبر میں دفن کردیا جاتا ہے اور لوگ مڑنے لگتے ہیں تو وہ جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے کہتے ہیں، اس شخص محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اسے کہا جاتا ہے، دوزخ میں اپنی جگہ دیکھ لے، اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلے میں جنت عطا فرمادی، آپ ﷺ نے فرمایا، وہ انسان یہ دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے، کافر یا منافق کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں تو وہی کہتا ہوں جو لوگ کہتے تھے، اسے کہا جائے گا، نہ تو نے جانا اور نہ سمجھا، پھر لوہے کے ہتھوڑے اس کے کانوں کے درمیان مارے جاتے ہیں اور وہ چیختا ہے، اس چیخ کو انسانوں اور جنوں کے علاوہ آس پاس کی تمام چیزیں سنتی ہیں، (صحیح بخاری کتاب الجنائز)

﴿۲۳﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے جنہیں عذاب دیا جارہا تھا، آپ نے فرمایا، ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے لیکن کسی خاص جرم سے نہیں، ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا، پھر آپ نے ایک سبز شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک قبر پر رکھ دیئے، لوگوں نے پوچھا، یارسول اللہ یہ کس مقصد کیلئے ہیں، فرمایا جب تک یہ سرسبز رہیں گی شاید ان کے عذاب میں تخفیف رہے، (ایضا)

﴿۲۴﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب مومن کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے، پھر وہ ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾ کی گواہی دیتا ہے، پس یہی کچھ اللہ کا فرمانا ہے، ﴿یثبت اللہ الذین

امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و الاخرۃ﴾ (بخاری، کتاب الجنائز)

﴿۲۵﴾

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک دن رسول اللہ ﷺ غروب آفتاب کے بعد نکلے، آپ ﷺ نے ایک آواز سنی تو فرمایا یہودیوں کو ان کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے، (ایضا)

﴿۲۶﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ایک یہودی عورت نے میرے پاس آکر عذاب قبر کا ذکر کیا اور کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سے محفوظ رکھے، سیدہ نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا، ہاں عذاب قبر برحق ہے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اس کے بعد ہم نے آپ ﷺ کو ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے دیکھا، (ایضا)

﴿۲۷﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے، ہم حضور ﷺ کے ہمراہ تھے، اچانک آپ کا خچر بدکا، قریب تھا کہ آپ کو گرا دیتا، ناگاہ وہاں پانچ چھ قبریں تھیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے، ایک شخص نے کہا، میں پہچانتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا، یہ کب مرے تھے، اس نے عرض کیا، زمانہ شرک میں، تب آپ ﷺ نے فرمایا، یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب سے دو چار ہیں، اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ اس عذاب سے کچھ تمہیں بھی سنا دے جو میں سن رہا ہوں، پھر ہماری طرف چہرہ کر کے فرمایا، دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو، سب نے کہا، ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں،

فرمایا، قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو، سب نے کہا، ہم قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا، کھلے اور چھپے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو، دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو، سب بولے کہ ہم دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، (رواہ المسلم، مشکوۃ باب عذاب قبر)

﴿۲۸﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب میت دفن کی جاتی ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں، ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا، میت کہتی ہے، یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد مصطفےٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، تب وہ کہتے ہیں، ہم تو جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا، پھر اس کی قبر میں ستر گز تک فراخی دی جاتی ہے اور اس کے لئے روشنی کردی جاتی ہے، پھر اسے کہا جاتا ہے سو جا، وہ کہتا ہے، میں اپنے گھر جاؤں تا کہ انہیں خبر دوں تو وہ کہتے ہیں، ﴿نم کنومة العروس الذی لا یوقظه الا احب اهله الیه﴾ سو جا، دلہن کی طرح جسے اس کے پیارے خاوند کے سوا گھر کا کوئی فرد نہیں جگاتا، تا آنکہ اللہ اسے اس کی خواب گاہ سے اٹھائے گا۔ اگر مردہ منافق ہو تو کہتا ہے، میں نے لوگوں سے کچھ کہتے سنا تھا، اسی طرح میں بھی کہہ دیتا تھا، میں (ان کو) نہیں پہچانتا۔ تب وہ کہتے ہیں، ہم تو جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔ پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس پر تنگ ہو جا، زمین اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ مردے کی پسلیاں ادھر اُدھر ہو جاتی ہیں، پھر وہ قبر کے عذاب میں ہی رہتا ہے، تا آنکہ اللہ اسے اسکے ٹھکانے سے اٹھائے (رواہ الترمذی، مشکوۃ باب عذاب قبر)

﴿۲۹﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دنیا

سے مسلمان کا رخصت ہونا ایسے ہی ہے جیسے بچے کا اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آنا، جیسے اس پرغمناک اور تاریک جگہ سے دنیا کی کھلی فضا میں قدم رکھنا (نوادر الاصول ص ۷۵)

﴿۳۰﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب مرنے والے کو جنازہ پر رکھ کر تین قدم چلتے ہیں تو وہ ایک کلام کرتا ہے، جس کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ جنھیں اللہ چاہے سب سنتے ہیں، وہ کہتا ہے، اے بھائیو، اے میرا جنازہ اٹھانے والو، تمھیں دنیا فریب میں مبتلا نہ کردے جس طرح اس نے مجھے مبتلا کردیا تھا، اور تم سے وہ کھیل نہ کھیلے جس طرح مجھ سے کھیلی تھی، اپنا ترکہ میں اپنے وارثوں کیلئے چھوڑ چلا ہوں، جبکہ بدلہ دینے والا مجھ سے قیامت کے دن جھگڑا کرے گا اور میرا حساب لے گا، تم میرے ساتھ تو چل رہے ہو مگر مجھے اکیلئے چھوڑ آؤ گے، (کتاب القبور ص ۴۰)

﴿۳۱﴾

حضرت حبان بن ابی جبلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مجھے حدیث پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ شہدا کے لئے نہایت خوبصورت جسم اتارتا ہے، اس کی روح سے کہا جاتا ہے کہ اس میں داخل ہوجاؤ، پس وہ اپنے بدن کو دیکھتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں، وہ کلام کرتا ہے، اور سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی گفتگو سن رہے ہیں وہ خود جو ان کو دیکھتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ لوگ بھی اس کو دیکھ رہے ہیں، یہاں تک کہ حورعین میں سے اس کی بیویاں آکر اسے لے جاتی ہیں، (شرح الصدور ص ۹۸)

﴿۳۲﴾

حضرت ابوعبداللہ بکر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مجھ سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ تدفین میں جلدی کرنے سے مرنے والا بہت مسرور ہوتا ہے، (شرح الصدور ص ۴۰)

﴿۳۳﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، زندوں کے رونے سے مرنے والے پر عذاب ہوتا ہے، (مسند احمد ۲/۱۳۵) علما کرام کی ایک جماعت کا فرمان ہے کہ، یہاں عذاب کا یہ معنیٰ ہے کہ زندوں کے چیخنے چلانے سے مرنے والے کو صدمہ ہوتا ہے۔

﴿۳۴﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو وہ اس حال میں سلام بھیجتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری روح میری طرف لوٹائی ہوتی ہے، حتیٰ کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں، (ابوداؤد ا/۹ ۱۷، مسند احمد ۲/ ۲۷)

﴿۳۵﴾

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے، اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی دن میں ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن میں لوگ بیہوش ہوں گے، سو اس دن تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ نے عرض کیا، ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا، آپ کا جسم تو بوسیدہ ہو چکا ہوگا، آپ نے فرمایا، اللہ نے زمین پر انبیا کے اجسام کو حرام کر دیا ہے، (ابوداؤد ا/۱۵۰)، انبیا کرام کے طفیل شہدا علما اور اولیا کے اجسام بھی زمین پر حرام ہیں، مثلاً حضرت عمرو بن جموع اور عبدالرحمٰن احد میں شہید ہوئے تھے، سیلاب کی وجہ سے ان کی قبریں کھل گئیں تو چھیالیس سال بعد بھی جسم تر و تازہ تھے، امام بیہقی نے لکھا ہے کہ ایک صاحب قبر کے پاؤں پر پھاوڑا لگ گیا تو خون بہنے لگا، (دلائل النبوۃ) کافی مدت بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک

ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کیا گیا تو بالکل ہی تر و تازہ تھا، (عشرہ بشرہ:۲۴۵)

﴿۳۶﴾

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے، اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے، خواہ وہ کہیں بھی ہو، ہم نے عرض کیا، آپ کی وفات کے بعد بھی، آپ ﷺ نے فرمایا، میری وفات کے بعد بھی، بے شک اللہ نے انبیا کے اجسام کو کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے، (جلا الافہام لابن قیم ص ۶۳)، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی حافظ قرآن مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کے جسم کو نہ کھانا، زمین کہتی ہے، الٰہی میں کیسے کھا سکتی ہوں اُس میں تیرا کلام ہے، (شرح الصدور:۳۶۳) حدیث مبارک ہے، ثواب کے لئے اذان پڑھنے والے موذن کی قبر میں بھی کیڑے نہیں پڑتے، (ایضا)

﴿۳۷﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری زندگی بھی تمہارے لئے خیر ہے، کیونکہ مجھ پر آسماں سے وحی اترتی ہے، اور میں تم کو حلال اور حرام کی خبر دیتا ہوں، میری وفات بھی تمہارے لئے خیر ہے، کیونکہ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں، نیک اعمال پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور جو تمہارے گناہ ہوتے ہیں، ان کے لئے میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی التجا کرتا ہوں، (الوفا باحوال المصطفیٰ:۸۱۰)

﴿۳۸﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیاحت کرتے رہتے ہیں، وہ میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں، میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے، کہ تم حدیثیں بیان کرتے ہو اور تمہارے لئے حدیث

بیان کی جاتی ہے، اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، میں تمہارا نیک عمل دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور تمہارا برا عمل دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اس حدیث کے تمام راوی صحیح ہیں، (مجمع الزوائد ۹/۲۴)

﴿۳۹﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انبیا کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں ادا کرتے ہیں، (حیاۃ الانبیا ص۱)

﴿۴۰﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا، وہ ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، (رواہ مسلم، القول البدیع ص ۱۶۸)

...... اشارات ......

ان چالیس احادیث مبارکہ اور ان جیسے اور بھی بہت سے ارشادات نبویہ سے معلوم ہوتا ہے،

- ...... موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد بھی انسان کی عقل اور ہوش بدستور قائم رہتا ہے،
- ...... اپنی منازل جنت کو دیکھتا ہے، اپنے مقامات دوزخ کو مشاہدہ کرتا ہے،
- ...... نیک ہمسائے سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور برے ہمسائے سے اذیت محسوس کرتا ہے، صدقات وحسنات کا منتظر رہتا ہے، اپنے عزیزوں کی ملاقات کا مشتاق رہتا ہے،
- ...... اپنی قبر پر آنے والے زائر کو جانتا اور پہچانتا ہے، اس کی آواز کو سنتا ہے اور اسکے سوال کا جواب دیتا ہے، قبر میں نماز پڑھتا ہے، قرآن کی تلاوت کرتا ہے،
- ...... انبیا کرام کی تو عظیم شان ہے، وہ اپنے مزارات میں حسی، جسمانی اور دنیوی حیات کے ساتھ زندہ ہیں، کائنات کی سیاحت فرماتے ہیں، غلاموں کی امداد کرتے ہیں، منکتوں

کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں، ان کے اچھے اعمال پر خوش ہوتے ہیں،

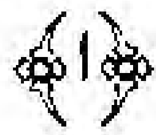
✿... انبیا کرام کے صدقے حضرات اولیا، علما اور شہدا بھی حسین وجمیل زندگی حاصل کرتے ہیں، سب کے اجسام بھی محفوظ رہتے ہیں،

✿... انسان قبر میں رہ کر بھی اپنے اہل خانہ کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا ہے،

✿ موت کے بعد روح کی صفات اور افعال باقی رہتے ہیں، روح کو فنا نہیں ہوتی بلکہ موت کے بعد وہ اور صاف اور تیز ہو جاتی ہے۔

...... صحابہ کرام کا فیصلہ

قرآن اور حدیث کو جس طرح صحبتِ مصطفےٰ سے مستفیض ہونے والے عظیم حضرات نے سمجھا ہے، کسی اور کا فہم وادراک ان کے مقابلے میں کچھ نہیں، آیئے دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حیات برزخی کے حوالے سے کیا فیصلے صادر فرمائے ہیں،



حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے، میری ذات پر زیادہ درود پڑھا کرو، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر انور پر متعین فرمایا ہے، جب کوئی امتی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے، یا محمد مصطفےٰ! فلاں ابن فلاں نے اس وقت آپ پر درود پڑھا ہے، (مسند الفردوس، کنز العمال ۱/۴۹۴، زرقانی ۵/ ۳۳۵)

حضرت امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس فرشتے کو اتنی قوت عطا کی گئی ہے کہ کائنات کے تمام جنوں اور انسانوں اور تمام مخلوق کے منہ سے جو بھی لفظ نکلتا ہے، وہ اسے سماعت کرتا ہے، (زرقانی ۵/ ۳۳۶) حضرت امام عبدالروف مناوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو تمام انسانوں اور جنوں اور ان کے سوا تمام مخلوق کی آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی

ہے، (فیض القدیر ۲/۴۸۳) بلکہ ایک حدیث مبارک کے الفاظ ہیں " اسماع الخلائق کلھا" وہ تمام مخلوقات کی آواز کو سنتا ہے، (التاریخ الکبیر ۶/۴۱۶) اب ذرا تصور کیجئے کہ اگر ایک فرشتے کی شان سماعت کا یہ حال ہے تو خود محبوب اعظم ﷺ کی شان سماعت کا کیا حال ہوگا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اپنے مزار اقدس میں زندہ ہیں، آپ کو صیغۂ خطاب سے یاد کرنا شرک نہیں، ایک مقدس فرشتے کی سنت ہے۔ یہ تمام عقیدے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث مبارک سے ثابت ہوئے۔

﴿۲﴾

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بقیع کے قبرستان سے گزرے اور فرمایا، اے قبر والو! تم پر سلام ہو، ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نکاح کر لئے ہیں، تمہارے گھروں میں اور لوگ رہنے لگے ہیں، تمہارے مال تقسیم ہو گئے ہیں، اس پر کسی (صاحب قبر) نے جواب دیا، اے عمر بن خطاب! ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ ہم نے جو عمل کیے تھے، یہاں وصول کیے ہیں، جو کچھ راہ خدا میں خرچ کیا تھا اس کا نفع اٹھایا ہے، اور جو کچھ پیچھے چھوڑا ہے، وہ سب کا سب رائیگاں چلا گیا ہے، (شرح الصدور بحوالہ کتاب القبور ص ۸۷) آپ ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے جو خوف خدا کی وجہ سے انتقال کر گیا تھا، آپ نے اس سے پوچھا، اے فلاں! جو اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں، نوجوان نے قبر سے آواز دی، اے عمر! میرے رب نے مجھے دو مرتبہ جنت عطا کی ہے، (کنز العمال ۲/۱۵۱۷) آپ فرماتے ہیں اپنے مردوں کے پاس بیٹھ کر خدا کی یاد دلاؤ کیونکہ وہ ایسی چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے، (شرح الصدور: ۸۰)

﴿۳﴾

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک جنازے کے

ہمراہ قبرستان پہنچے تو ایک مردہ دفن کیا جا رہا تھا، آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا مانگو کیونکہ اس سے اب سوال کیا جائے گا، (ابوداود، حاکم، بیہقی، شرح الصدور ص ۱۲۶) ابن عساکر نے مطرف سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے امیر المومنین، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، وہ فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھلائی کی، انہوں نے دریافت کیا کہ کونسا دین بہتر ہے، فرمایا دین قیم، (شرح الصدور ص ۲۶۵) حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل میں کثیر بن صلت سے روایت کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر شہادت کی رات غنودگی طاری ہوئی تو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ فرما رہے تھے کہ تم ہمارے ساتھ نماز جمعہ ادا کرو گے، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ خواب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ روزہ افطار کرو گے، چنانچہ آپ جمعہ کے روز بہ حالت روزہ شہید کر دیئے گئے اور آپ کا خواب بالکل سچا ہوا، (ایضاً ص ۲۵۹)



حضرت سعید ابن مسیّب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مقابر مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا، اے اہل قبور، تم پر سلامتی ہو، تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا ہم تمہیں خبر دیں، میں نے ایک آواز سنی، کسی صاحب قبر نے سلام کا جواب دے کر عرض کیا، اے امیر المومنین، آپ بتائیں کہ ہمارے بعد کیا گزری، آپ نے فرمایا، تمہاری عورتوں نے نکاح کر لئے، تمہارے مال تقسیم ہو گئے، اولاد یتیم ہو گئی، تمہارے گھروں میں دشمن رہنے لگے، یہ ہماری خبریں ہیں، اب تم بتاؤ تمہارے پاس کیا ہے، ایک صاحب قبر نے جواب دیا، کفن پھٹ گئے، بال جھڑ گئے، کھالوں کے پرزے ہو گئے، آنکھوں کے ڈھیلے گالوں تک آ گئے، نتھنوں سے گندا پانی جاری ہے، جو آگے بھیجا تھا

اس کا فائدہ ہوا، اور جو پیچھے چھوڑا، اس کا خسارہ ہے، ہم اپنے اعمال میں گرفتار ہیں'' (شرح الصدور بحوالہ ابن عساکر ص ۸۷)

﴿۵﴾

امام ابونعیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جب حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پر درد کی زیادتی ہوئی تو ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا، اے ابومحمد! یہ گھبراہٹ کیسی، یہ تو صرف اتنی سی بات ہے کہ تمہاری روح جدا ہو رہی ہے، اب تم اپنے باپ علی، ماں فاطمہ، دادا نبی کریم ﷺ، دادی خدیجہ اور چچا حمزہ و جعفر اور ماموں قاسم، طیب طاہر اور ابراہیم اور خالہ رقیہ، ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہم سے ملنے والے ہو، یہ سن کر ان کی تکلیف دور ہوگئی، (شرح الصدور بحوالہ ابن عساکر ص ۹۶)

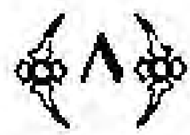
﴿۶﴾

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا، منہال بن عمرو نے کہا کہ میں دمشق میں تھا تو بخدا میں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور کو لے جاتے ہوئے دیکھا، سر انور کے سامنے ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا، جب وہ آیت پر پہنچا کہ ام حسبت ان اصحاب الکھف و الرقیم کانوا من ایتنا عجبا اللہ تعالیٰ نے سر انور کو قوت گویائی عطا فرمائی، وہ بزبان فصیح بولا اعجب من اصحاب الکھف قتلی و حملی یعنی میرا قتل کیا جانا اور نیزے پر اٹھایا جانا اصحاب کہف سے بھی زیادہ عجیب نشانی ہے، (شرح الصدور ص ۲۰۲)

﴿۷﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ میں حضور انور ﷺ کے مزار اقدس والے گھر یونہی حجاب کے بغیر چلی جاتی اور دل میں کہتی کہ وہاں کون ہے، ایک میرا شوہر ذی وقار ہے اور دوسرا میرا وال[illegible] عنہ مدفون ہوئے تو اللہ کی قسم

میں ان سے شرم کے باعث اپنا حجاب اوڑھ کر داخل ہوتی، (مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور، مستدرک ۴/۷) یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ اور فیصلہ ہے کہ اہل قبور زیارت کے لئے آنے والوں کو پہچانتے ہیں، نیز ان سے ایسے ہی پردہ کرنا چاہئے، جس طرح عام زندہ لوگوں سے پردہ کیا جاتا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ایک فوت شدہ عورت کے سر میں زور سے کنگھی کی جاتی ہے، آپ نے فرمایا، کس لئے اپنے مردے کے بال کھینچتے ہو، (کتاب الآثار ص ۴۶)



حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسی اور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہما آپس میں ملے تو ایک نے دوسرے سے فرمایا، اگر آپ مجھ سے پہلے وصال کر جائیں تو مجھے اطلاع دیں کہ وہاں کیا کچھ پیش آیا، دوسرے نے سوال کیا کہ کیا زندہ لوگ اور مردہ لوگ بھی آپس میں ملتے ہیں، فرمایا، ہاں، اہل ایمان کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں اور ان کو اختیار عطا کیا جاتا ہے کہ وہ جہاں چاہیں، سیر کریں، (شعب الایمان ۲/۱۲۱)



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، مومن کی روح نہیں نکلتی، جب تک بشارت نہ دیکھ لے، جب وہ نکلتی ہے تو ایسی آواز میں پکارتی ہے جسے جنوں اور انسانوں کے سوا گھر کا ہر چھوٹا بڑا جانور سنتا ہے، (وہ کہتی ہے) مجھے سب سے زیادہ رحم کرنے والے کے پاس لے چلو، پھر جب اسے جنازے پر رکھتے ہیں تو کہتی ہے، تم چلنے میں کتنی دیر لگا رہے ہو، (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/۳۴۸)

﴿۱۰﴾

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں قبرستان میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھنا اور بازار میں بیٹھنا ایک جیسا سمجھتا ہوں کہ لوگ دیکھتے ہیں، (یعنی جس طرح بازار کے لوگ دیکھتے ہیں، اسی طرح مزار کے لوگ بھی دیکھتے ہیں، (ایضا ۳/ ۳۳۹)

﴿۱۱﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ جب مجھے قبر میں دفنا چکو تو آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا اور میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اسکا گوشت تقسیم کیا جائے، یہاں تک کہ میں تم سے انس حاصل کروں اور سمجھ لوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں، (صحیح مسلم ۱/ ۷۶)

﴿۱۲﴾

حضرت ابوالربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک ہوا، کسی کے چلانے کی آواز سنی تو آپ نے کسی کو بھیج کر اسے خاموش کرا دیا، میں نے عرض کیا کہ آپ نے اسے کیوں خاموش کرایا ہے، فرمایا، اس سے مرنے والے کو تکلیف ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ قبر میں چلا جائے، (مسند احمد ۲/ ۱۳۵)

﴿۱۳﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مومن کو موت کے بعد تکلیف دینی ایسے ہی ہے جیسے اس کی زندگی میں تکلیف دی، (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/ ۳۶۷)، آپ رضی اللہ عنہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا، جس طرح میں مومن کو اس کی زندگی میں تکلیف دینا برا خیال کرتا ہوں اسی طرح اس کی موت کے بعد اس کو تکلیف دینا برا سمجھتا ہوں، (شرح الصدور ص ۱۲۶)

﴿۱۴﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میت کو جلد اس کے گڑھے کی طرف لے جاؤ کیونکہ وہی اس کا ٹھکانہ ہے، تا کہ اس میں جا کر وہ اچھائی یا برائی کو دیکھ لے۔ (شرح الصدور بحوالہ کتاب القبور ص ۹۹)

﴿۱۵﴾

امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک صحابی نے کسی قبر پر خیمہ لگا لیا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے، انہوں نے سنا کہ اندر کوئی شخص سورہ ملک کی تلاوت کر رہا ہے، جب وہ سورہ ملک پڑھ چکا تو صحابی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا، یہ عذاب سے نجات دلانے والی اور عذاب کو روکنے والی سورت ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۸۰)

﴿۱۶﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کیا اور علا بن حضرمی کو کمانڈر مقرر کیا۔ میں نے بھی اس جنگ میں شرکت کی، جب ہم واپس ہوئے تو ان کا انتقال ہو گیا، ہم نے ان کو دفن کر دیا، جب دفن سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ یہ زمین مردوں کو قبول نہیں کرتی، پھینک دیتی ہے، ایک دو میل کے فاصلے پر دفن کرو تو اچھا ہے، ہم نے ان کو نکالنا شروع کر دیا، جب لحد تک پہنچے تو وہ وہاں نہیں تھے اور قبر حد نگاہ تک وسیع تھی اور تمام قبر انور نور سے منور تھی، ہم نے مٹی اسی طرح ڈال دی اور واپس آ گئے۔ (شرح الصدور ص ۱۸۶، بحوالہ دلائل النبوۃ) ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ ولید کے زمانے میں دیوار گری تو لوگ بتانے لگے کہ ایک پاؤں نظر آیا تو لوگ ڈر گئے اور سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ کا قدم مبارک ہے، پھر ان سے عروہ نے کہا کہ بخدا

یہ حضرت عمر کا پاؤں ہے، (بخاری کتاب الجنائز) معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے اجسام قبروں میں محفوظ رہتے ہیں، یہ ان کی حیات حقیقی کی دلیل ہے،

﴿۱۷﴾

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اس ذات کریم کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، جو آدمی قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ذرا بھی رغبت رکھے گا، اگر وہ دجال کا زمانہ پائے گا تو اس پر ایمان لائے گا، ورنہ وہ اس پر قبر میں ایمان لائے گا، (ایضاً ص ۱۵۱) قبر میں دجال پر ایمان لانے کیلئے، اس صاحب قبر کا زندہ ہونا ضروری ہے،

﴿ دیگر صالحین امت کا فیصلہ ﴾......

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد دیگر صالحین امت کا مقام ہے۔ حیات برزخی کے اثبات پر ان کے ارشادات اور واقعات ملاحظہ کیجئے اور اندازہ لگایئے کہ وہ کس طرح اس عقیدے کی حقانیت پر متفق ہیں۔

﴿۱﴾

حضرت راشد بن سعد، حضرت ضمرہ بن حبیب اور حضرت حکیم بن عمیر رضی اللہ عنہم عظیم تابعی ہیں اور صحاح ستہ کے ثقہ راویوں میں شامل ہیں، ان سے روایت ہے جب میت پر مٹی ڈال کر قبر کو درست کر چکیں اور لوگ واپس جانے لگیں تو یہ مستحب ہے، کہ اس کی قبر کے قریب ٹھہر کر کہا جائے، اے فلاں، لا الہ الا اللہ کہو، یہ تین بار کہا جائے، اے فلاں اس عقیدے کا اعلان کرو کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد مصطفٰے، احمد مجتبٰی ﷺ ہیں، (سنن سعید ابن منصور)

﴿۲﴾

حضرت عطاف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میری خالہ کا بیان ہے کہ میں قبور شہدا کی زیارت کیلئے گئی، میرے ساتھ دو لڑکے تھے، انہوں نے میری سواری کو پکڑ رکھا تھا، جب میں نے شہدا کو سلام کیا تو ان کا جواب سنائی دیا، واللہ انا نعرفکم کما یعرف بعضنا بعضاً اللہ کی قسم ہم تمہیں اس طرح پہچانتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں، یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں سواری پر بیٹھ کر واپس آ گئی۔ (مستدرک ۳/۲۹)

﴿۳﴾

حضرت ہاشم عمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد گرامی مجھے احد کی زیارت کے لیے گئے، جمعہ کا دن تھا، ابھی سورج نہ نکلا تھا، میں اپنے والد گرامی کے پیچھے تھا، انہوں نے اہل قبور کو سلام کیا تو جواب آیا، اے ابو عبداللہ تم پر سلامتی ہو، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے جواب دیا ہے، میں نے عرض کیا نہیں، انہوں نے دوسری اور پھر تیسری بار سلام عرض کیا تو جواب آیا، تم پر بھی سلامتی ہو، میرے والد گرامی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کرنے لگے۔ (دلائل النبوۃ ۳/۳۰۹)

﴿۴﴾

مشہور تابعی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہ اسے جنازہ کے ساتھ لے کر چلتا ہے اور اسے کہتا ہے کہ سن لے، تیرے بارے میں کیا کہا جا رہا ہے۔ (شرح الصدور ص ۴۰، بحوالہ کتاب القبور)

﴿۵﴾

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار

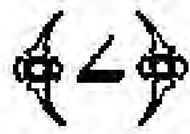
پر حاضر ہوئے تو نماز صبح میں قنوت نہ پڑھی، لوگوں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا، میں اس امام صاحب کے مزار کے سامنے کیسے قنوت پڑھوں حالانکہ وہ اس کے قائل نہیں، (المیزان الکبریٰ ۱/۶۱) بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے نماز میں رفع یدین نہ فرمایا، وجہ پوچھی گئی تو فرمایا، اس امام اجل رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یہ مناسب نہیں کہ ہم ان کے خلاف عمل کریں، (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۱/۳۰) آپ کا فرمان ہے کہ بلاشبہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر کی زیارت کے لئے جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر انور کے پاس اللہ تعالیٰ سے حاجت کی دعا کرتا ہوں تو میری حاجت پوری ہو جاتی ہے، (تاریخ بغداد)

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی تصریح سے معلوم ہوا کہ اہل قبور زندہ ہیں، زائرین کے اعمال اور احوال سے خبردار ہیں، زائرین کو ان کا اسی طرح ادب واحترام کرنا چاہئے جس طرح دنیا میں موجود بزرگ کا کیا جاتا ہے، نیز ان کے مزارات کا وسیلہ انسانی حاجتوں کو دور کر دیتا ہے، حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت کے مقبول ہیں، ایک بار آپ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا تو انہوں نے فرمایا، ابوحنیفہ، تمہیں اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تم میری سنت کو ظاہر کرو اور عزلت کا قصد ترک کردو، (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۳۶) آپ نے روضہ مصطفےٰ پر عرض کیا، اے رسولوں کے سردار آپ پر اسلام ہو تو جواب آیا، اے مسلمانوں کے امام تم پر بھی سلام ہو، (ایضاً) یہ تمام احوال ثابت کر رہے ہیں کہ سلف صالحین کے نزدیک حیات برزخی کا اثبات ایک مسلمہ عقیدہ ہے، حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، قبر میں منکر نکیر کا سوال برحق ہے اور قبر میں بندے کی روح کا لوٹنا برحق ہے، (فقہ اکبر ص ۱۸)

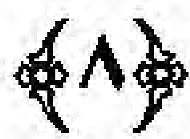
﴿۶﴾

حضرت ابن ابی نجیح علیہ الرحمہ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے، صحاح ستہ کے راوی،

اور اہل مکہ میں نامور عالم دین تھے، فرماتے ہیں، جب انسان رخصت ہوتا ہے تو اسکی روح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہ اپنے بدن کو دیکھتی ہے کہ اسے کس طرح نہلایا اور کفنایا جاتا ہے اور کس طرح لوگ اسے قبر کی طرف لے کر جاتے ہیں،



حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کو لوگوں نے خواب میں دیکھا اور حالت پوچھی کہ منکر اور نکیر نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، فرمایا، جب انہوں نے آ کر پوچھا کہ تیرا رب کون ہے تو میں نے جواب دیا، واپس تشریف لے جاؤ اور حق تعالیٰ سے کہو کہ باوجود اس قدر خلقت کے تو نے ایک کمزور عورت کو فراموش نہ کیا تو میں جس نے تمام کائنات میں تجھی کو عزیز رکھا، کیونکر بھول سکتی ہوں، تو خواہ مخواہ دوسروں کو بھیج کو مجھ سے پوچھتا ہے کہ تیرا رب کون ہے، محمد اسلم طوسی اور نعیمی طرطوسی جنھوں نے جنگل میں تیس ہزار آدمیوں کو سیراب کیا تھا، رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کی قبر پر آئے اور کہا، آپ کہا کرتی تھیں کہ میں دونوں جہانوں سے فارغ ہوگئی ہوں، اب آپ کی حالت کیا ہے، قبر سے آواز آئی، جو چیز میں نے دیکھی تھی اور اب دیکھ رہی ہوں وہ مجھے مبارک ہے، (تذکرۃ الاولیاص ۵۶)



حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عتاب فرمایا، اور کہا کہ تو اس قدر مجھ سے ڈرتا تھا، کیا تجھے میرے رحم و کرم کی صفت معلوم نہیں تھی، ایک اور شخص نے خواب میں دیکھ کر یہی سوال کیا تو فرمایا، اللہ تعالیٰ نے رحم و کرم سے مجھے بخش دیا، اور وہ ہر چیز پہنائی جو نہیں پہنی تھی، اور وہ ہر چیز کھلائی پلائی جو نہیں کھائی تھی، (تذکرۃ الاولیاص ۸۰)

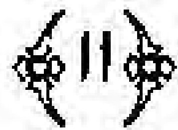
﴿۹﴾

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ستر آدمیوں نے حضور خواجہ دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا محبوب دوست ذوالنون اس کے پاس پہنچ گیا ہے اور ہم اس کے استقبال کو آئے ہیں، آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کی پیشانی پر بخط سبز لکھا ہوا دیکھا، اللہ کے حبیب ہیں اور اس کی محبت میں فوت ہوئے ہیں، اللہ کے خلیل ہیں اور اس کے عشق کی تلوار سے فوت ہوئے ہیں، جب آپ کا جنازہ اٹھایا تو سورج نہایت تیزی کے ساتھ چمک رہا تھا، اسی وقت پرندوں کا ہجوم آ گیا جس نے پروں سے پر ملا کر آپ کے جنازے پر سایہ کر دیا، راہ میں جب آپ کا جنازہ لے کر جا رہے تھے تو موذن کی اذان سنائی دی، شہادت پر آپ نے انگلی اٹھائی تو لوگوں نے یہ حالت دیکھ کر شور کیا کہ شاید آپ زندہ ہیں، چنانچہ جنازہ رکھ دیا گیا، آپ کی انگلی اسی طرح رہی، پوری کوشش کی گئی کہ انگلی کو نیچے کیا جائے مگر نہ ہوئی، چنانچہ آپ کو دفن کر دیا گیا، مصر کے لوگوں نے آپ کی یہ حالت شان دیکھی تو اپنی ناروا حرکات پر پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔ (تذکرۃ الاولیاص ۹۳)

﴿۱۰﴾

حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ کا وصال ہوا تو آپ کے مرید ابو موسیٰ اس رات غائب تھے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ عرش کو سر پر اٹھائے ہوئے لا رہا ہوں، اس خواب سے بہت حیران ہوا، صبح اس خیال سے کہ خواب کا ذکر شیخ صاحب سے کروں، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ انتقال کر چکے تھے، بہت سے لوگوں نے جب آپ کے جنازے کو اٹھایا تو میں نے کوشش کی کہ کسی طرح مجھے بھی جنازے کا ایک گوشہ مل جائے، مگر موقع نہ ملا، آخر میں جنازے کے نیچے ہو گیا، خواب مجھے بھول چکا

تھا، اس وقت میں نے دیکھا کہ شیخ صاحب نے فرمایا، یہ تمہارے رات کے خواب کی تعبیر ہے، منقول ہے کہ کسی مرید نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ منکر نکیر سے آپ نے کس طرح نجات پائی، فرمایا، انکے سوال پر میں نے کہا، اس سوال سے آپ کا مقصد پورا نہ ہوگا، آپ واپس جاکر اسی سے پوچھیں جس نے آپ کو بھیجا ہے کہ میں اس کا کیا ہوں، جو کچھ وہ کہے گا، وہی میں ہوں گا، میرے کہنے سے وہ میرا رب نہ بنے گا، جب تک وہ نہ کہے کہ یہ میرا بندہ ہے، (تذکرۃ الاولیاء ص ۱۲۲) بعض بزرگوں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تصوف کیا ہے، فرمایا، آرام کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لینا، (ایضاً)



حضرت رفیع بن سلیمان علیہ الرحمہ کہتے ہیں، میں نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا، آپ نے فرمایا، کرسی پر بٹھا کر زر و جواہر نثار کیے اور چند دینار کے بدلے میں ستر ہزار دے کر رحمت فرمائی۔ (ایضاً ص ۱۴۲) حضرت محمد بن خزیمہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا تو آپ نے فرمایا، مجھے بخش دیا اور میرے سر پر تاج رکھ کر فرمایا، جاؤ جنت میں چلے جاؤ کیونکہ تم نے تکلیف برداشت کی مگر قرآن کو مخلوق نہیں کہا، اس لئے اب تم ہمیشہ میرا کلام سنتے رہو گے، واللہ اعلم، ایک شخص نے حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا، میں زندان سے رہائی حاصل کر چکا ہوں، آپ کی وفات کے بعد غیب سے آواز آئی کہ داؤد طائی اپنے مقصد کو پہنچ گیا، اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا، (ایضاً ص ۱۴۷)



ایک دن حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ بازار جا رہے تھے اور (نفلی) روزہ رکھا

ہوا تھا، ایک ماشکی نے کہا " رحم اللہ من شرب" جو شخص پانی پئے، اللہ اس پر رحم فرمائے۔'' چنانچہ آپ نے پانی پی لیا، لوگوں نے پوچھا کہ آپ روزہ دار تھے، فرمایا، بیشک لیکن میں نے اس دعا کی طرف رغبت کی، آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا تو فرمایا، ایک ماشکی کی دعا کے طفیل بخش دیا، شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں آپ کو عرش الٰہی کے نیچے بے ہوش پڑے دیکھا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں، جواب ملا، خداوند ہی بہتر جانتا ہے، فرمایا، یہ معروف کرخی ہیں جو میری دوستی میں اس حد کو پہنچ گئے ہیں، کہ میرے دیدار کے بغیر ان کو ہوش اور آرام نہیں، (ایضاً ص ۱۶۷)

﴿۱۳﴾

حضرت خواجہ ابوتراب الحنی علیہ الرحمہ کی وفات میدان بصرہ میں ہوئی، چاروں طرف جنگل تھا، آپ قبلہ رو کھڑے تھے، عصا ہاتھ میں تھا، پانی کا کوزہ سامنے رکھا، لب خشک تھے، آپ کی نعش کو وفات کے کئی سال بعد لوگوں نے اسی طرح سروقد روبقبلہ کھڑے دیکھا اور دفن کر دیا، لیکن اس اثنا میں کوئی درندہ آپ کی نعش کے نزدیک نہ آیا (تذکرۃ الاولیا ص ۱۷۸) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے اجسام کو زمانے کے طوفان ہرگز نہیں بگاڑ سکتے، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام اور اصحاب کہف کی مثالیں بھی ہمارے سامنے موجود ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے، کاش کوئی سوچنے کی زحمت گوارا کرے۔

﴿۱۴﴾

حضرت خواجہ یوسف بن حسین علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو خواب میں لوگوں سے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا کیونکہ میں نے اچھی باتوں کے ساتھ ہزلیات کو کبھی مخلوط

نہیں کیا تھا، (ایضاً ص ۱۸۷) اسی طرح حضرت خواجہ منصور عمار علیہ الرحمہ وفات کے بعد ایک بزرگ کی خواب میں جلوہ فرما ہوئے تو اس نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا، آپ نے فرمایا، مجھ سے پوچھا کہ تم ہی منصور عمار ہو، میں نے کہا، ہاں، فرمایا تم ہی لوگوں کو زہد کا حکم دیا کرتے اور خود اس پر عمل نہ کرتے تھے، میں نے عرض کیا، خداوندا ایسا ہی ہے، لیکن تیری حمد وثنا اور تیرے رسول پر درود وسلام بھیجنے کے بغیر میں نے ایسا کبھی نہ کیا، فرمایا، تم سچ کہتے ہو، پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کیلئے کرسی بچھاؤ تا کہ آسمان پر ملائکہ کے درمیان میری حمد وثنا بیان کریں، جیسے زمین پر آدمیوں میں بیان کیا کرتے تھے، (تذکرۃ الاولیا ص ۱۹۵)

﴿۱۵﴾

ایک آدمی نے حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ نکیرین کے سوال کا جواب آپ نے کیسے دیا، فرمایا، جب انہوں نے 'من ربک' کا سوال کیا تو میں ہنس دیا اور کہا، جس نے بادشاہ کو 'الست بربکم' کے جواب میں 'بلیٰ' کہا ہو وہ تمہاری ہیبت سے نہیں ڈرتا۔ اب تم پوچھنے آئے ہو کہ تیرا رب کون ہے، کسی اور بزرگ نے پوچھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت فرمائی اور میری تمام اطاعات کو بیکار کر دیا، ایک اور بزرگ سے فرمایا کہ سوائے ان دو رکعتوں کے جو میں آدھی رات کو اٹھ کر پڑھا کرتا تھا، کسی اطاعت نے فائدہ نہ دیا۔ حضرت خواجہ شبلی علیہ الرحمہ سے ایک دفعہ کسی نے اس وقت مسئلہ پوچھا جب وہ آپ کی قبر انور کے پاس کھڑے تھے، چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ بزرگوں کی حالت، حیات و وفات میں یکساں ہوتی ہے، مجھے ان کی قبر انور کے سامنے جواب دیتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ میں ان کی حالت حیات میں بھی ان سے شرم کرتا تھا، (ایضاً ص ۲۱۰)

﴿۱۶﴾

حضرت خواجہ ابوالحسن بوشنگی علیہ الرحمہ کے مزار اقدس پر ایک درویش نے دنیا طلب کی، رات کو اس درویش نے خواب میں آ کر دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں، اے درویش ہماری قبر پر آ کر دنیا طلب مت کرو، اگر دنیا اور اس کی نعمت کا طلبگار رہے گا تو کسی دنیادار کی قبر پر جا، اگر تو ہماری قبر پر آتا ہے تو دو جہانوں سے بے نیازی مانگ، (تذکرۃ الاولیاء ص ۳۵۵)

﴿۱۷﴾

حضرت ابوبکر کتانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں ابتدا میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے متعلق مجھے کچھ غبار تھا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا لا فتیٰ الا علی لیکن فتوت کی شرط یہ تھی کہ اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے اور آپ حق پر تھے لیکن اپنی فتوت کو مدنظر رکھ کر ان کو ان کے کام پر چھوڑ دینا چاہئے تھا، تاکہ جنگ میں مسلمانوں کا خون نہ بہتا، آخر ایک رات خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، دیکھا کہ آپ ﷺ کے چاروں صحابہ کرام ہمراہ تشریف لائے اور مجھ کو سینے سے لگایا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا، یہ کون ہیں، میں نے کہا حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بابت پوچھا کہ کون ہیں، مجھ کو اس غبار کی وجہ سے جو آپ کی ذات با برکات سے تھا، شرم آئی، پس آپ نے مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملایا اور معانقہ کرایا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آؤ ابو قبیس پر چلیں اور کعبہ کا نظارہ کریں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو خود کو ابو قبیس پر پایا اور جو کدورت میرے دل میں تھی، اب اس کا نام و نشان تک نہ تھا، (تذکرۃ الاولیاء ص ۲۵۰)

﴿۱۸﴾

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ بہت باکمال بزرگ ہوئے ہیں، آپ کے وصال کے بعد بعض لوگوں نے آپ کو خواب کے عالم میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے، آپ نے فرمایا، اس نے میرا اعمال نامہ میرے ہاتھ میں دے دیا، میں نے کہا، خداوند، مجھ کو اعمال نامے میں مشغول کرتا ہے، حالانکہ تو عمل سے پہلے ہی جانتا تھا کہ میں کیا کروں گا، میرا اعمال نامہ کراما کاتبین کو دے دے، وہ پڑھیں اور مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں تیرے ساتھ محبت کروں، محمد بن حسین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں بہت اندوہ گین ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بالکل نہ ڈرو، اگر میں تم سے پہلے مر جاؤں گا تو تمہارے مرنے کے وقت تمہارے پاس آؤں گا، چنانچہ ان کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ ہمارے والد نے وفات کے وقت ''وعلیکم السلام'' کہا تو ہم نے پوچھا، آپ کس سے کلام کر رہے ہیں، انہوں نے فرمایا' حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ اپنے وعدے کے مطابق تشریف لائے ہیں اور چند جوانمردوں کے ہمراہ ہیں، یہ کہہ کر انہوں نے رحلت فرمائی۔ (تذکرۃ الاولیا، ص ۲۷۷)

﴿۱۹﴾

حضرت شیخ ابوالنصر سراج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جو جنازہ میری قبر کے پاس سے گزرے گا، اس کی مغفرت ہوگی، چنانچہ اس غرض سے اہل طوس تمام جنازوں کو آپ کے مزار اقدس کے پاس لاتے اور پھر دفن کرتے۔ حضرت ابوالعباس قصاب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ مردہ نہیں، بلکہ تمہاری آنکھوں کا نصیب مردہ ہے، (تذکرۃ الاولیا: ۲۸۳) حضرت ابواسحاق الخواص علیہ الرحمہ سے خواب میں کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا تو آپ نے فرمایا، عبادت اور توکل کے باوجود میں طہارت کے

ساتھ دنیا سے رخصت ہوا تھا، اسی وجہ سے خواب میں کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا تو آپ نے فرمایا، عبادت اور توکل کے باوجود میں طہارت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا تھا، اسی وجہ سے عالی تر ہے، ندا کی گئی کہ یہ درجہ محض اس واسطے ملا کہ تم پاک ہو اور پاک لوگوں کی اس درگاہ میں قدر ہے، (ایضاً:۲۸۶)

﴿۲۰﴾

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمہ کے متعلق حضرت شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ ان کے مزار اقدس میں ایک دریچہ کھل گیا، اور دو حوریں اندر داخل ہوئیں، انہوں نے سلام عرض کیا اور کہا، ہم آپ کی ملکیت ہیں، جس وقت حضرت کریم مطلق نے ہمیں تخلیق فرمایا ہے، ہم آپ کی خدمت کی منتظر ہیں، حضرت خواجہ نے فرمایا، میرا حضرت حق سبحانہ سے وعدہ ہے کہ جب تک میں اس کے بے چون و بے چگون دیدار سے مشرف نہ ہو جاؤں اور تمام لوگوں کہ جو مجھ سے پیوستہ ہیں اور جنہوں نے مجھ سے کوئی کلمہ حق سنا ہے، اور اس پر عمل کیا ہے، کی شفاعت نہ کرا لوں، کسی چیز اور کسی شخص کی طرف ہرگز مشغول نہ ہوں گا، (انیس الطالبین:۲۸۰) ایک دانشمند نے نقل کیا کہ جس وقت حضرت خواجہ نقشبند کا انتقال ہوا، میں ولایت کش میں تھا، میں نے خود سے کہا کہ دوبارہ مدرسہ میں چلا جاؤں، اسی شام آپ خواب میں آئے اور یہ آیت پڑھی افامن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم، اور فرمایا، زید بن حارثہ نے کہا ہے، میں خواب سے بیدار ہوا تو آپ کے اشارے کو سمجھ گیا کہ آپ اب بھی عنایت فرمائیں گے، لیکن جو آپ نے فرمایا، زید بن حارثہ نے کہا ہے، اس جملے کا مطلب معلوم نہ کیا، پھر جلدی ہی آپ خواب میں آئے اور فرمایا'' زید بن حارثہ نے کہا ہے کہ دین تو ایک ہی ہے'' آپ کا یہ اشارہ میرے دل میں رہتا تھا، یہ خواب آپ کی حقانیت کی دلیل ہے کہ حضرت حق کے بندے

حیات ومماتت میں راہ راست پر دلالت کرتے ہیں اور جو کچھ دکھاتے ہیں وہ کتاب وسنت اور آثار صحابہ اور سلف صالح کی سیرتوں سے ثابت ہوتا ہے، (ایضاً:۲۸۱)

﴿۲۱﴾

حضرت عبدالاعلیٰ بن عدی رضی اللہ عنہ حضرت بلال خزاعی رضی اللہ عنہ کے پاس عیادت کرنے آئے اور کہا، حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں میرا اسلام عرض کرنا اور اگر ہو سکے تو اپنے حالات سے آگاہ کر دینا، پھر ان کا انتقال ہو گیا، ان کے خاندان کی ایک عورت نے ان کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا، میری بیٹی! تو جلد ہی میرے پاس آنے والی ہے اور تو عبدالاعلیٰ سے کہہ دے کہ میں نے ان کا سلام بارگاہ نبوت میں پہنچا دیا ہے، (کتاب القبور، ابن ابی الدنیا)

﴿۲۲﴾

حضرت اصبح علیہ الرحمہ نے حضرت سلمہ بن کہیل علیہ الرحمہ سے کہا کہ ہم میں سے جو پہلے مر جائے، وہ خواب میں دوسرے کو اپنے خیالات سے مطلع کرے، حضرت سلمہ ان سے پہلے انتقال کر گئے، ان کے ساتھ خواب میں ملاقات ہوئی تو پوچھا، تم نے اپنے رب کو کیسا پایا، انہوں نے جواب دیا، بہت ہی مہربان پایا، پوچھا کہ معاملہ کیسا رہا، انہوں نے جواب دیا، آسان پایا مگر کوئی بھروسے پر نہ رہے، (تاریخ ابن عساکر، شرح الصدور:۲۶۴)

﴿۲۳﴾

حضرت محمد بن نصر حارثی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ مسلمہ بن عبدالملک نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اے امیر المومنین، مجھے شوق ہے کہ کسی طرح مجھے معلوم ہو کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، آپ نے فرمایا، اے مسلمہ، میں ابھی حساب و کتاب سے فارغ ہوا ہوں،

مسلمہ نے پوچھا کہ آپ کہاں ہیں تو آپ نے جواب دیا جنت عدن میں دیگر ائمہ ھدیٰ کے ساتھ ہوں، (کتاب القبور لابن ابی الدنیا)

﴿۲۴﴾

حضرت ابوبکر خیاط علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قبرستان میں ہوں اور قبر والے اپنی قبروں کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے سامنے پھول ہیں، اتنے میں، میں نے دیکھا کہ محفوظ ان کے درمیان آجارہے ہیں، میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا وصال ہوگیا تو انہوں نے یہ شعر پڑھے (جن کا ترجمہ ہے) نیک لوگوں کی موت ایک ایسی زندگی ہے جس کو فنا نہیں، کچھ لوگ اگرچہ مرچکے ہیں مگر درحقیقت وہ زندہ ہیں، (شرح الصدور ص ۲۶۶)

﴿۲۵﴾

حضرت ضمرہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ خواب میں میری ملاقات میری پھوپھی سے ہوئی تو دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے، وہ کہنے لگیں، میں خیر سے ہوں، اور اپنے اعمال کا پورپورا بدلہ لیا، حتیٰ کہ مجھ کو اس مالیدہ کا ثواب بھی ملا جو ایک روز میں نے غریب کو کھلایا تھا، (شرح الصدور ص ۲۶۷)

﴿۲۶﴾

ابن عساکر نے محمد بن عوف سے روایت کیا کہ میں نے حضرت محمد بن حمصی علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے، انہوں نے جواب دیا کہ بہت اچھا ہوں، میں دن میں ایک دومرتبہ اپنے رب کی زیارت کرتا ہوں، میں نے کہا کہ ابوعبداللہ، تم دنیا میں بھی متبع سنت تھے اور آخرت میں بھی صاحب سنت ہو تو وہ مسکرانے لگے، (ایضاً ۲۷۴)

﴿۲۷﴾

ابن عساکر نے محمد بن عوف سے روایت کیا کہ کسی شخص نے ابو انواس علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا تو جواب دیا کہ اس نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا، جو میں نے گل نرگس کے بارے میں کہے تھے، اور وہ یہ ہیں، ترجمہ: اے انسان! زمین سے اگنے والے پودوں کو دیکھ اور خداوند قدوس کی کاریگری کا منظر دیکھ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے چاندی کی آنکھیں سنہری پتلیوں سے دیکھ رہی ہیں، یہ آنکھیں زبرجدی شاخوں پر خدا تعالیٰ کی توحید اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے جن وانس کی طرف سے رسول ہونے کی شہادت دے رہی ہیں، (ایضاص ۲۶۷)

﴿۲۸﴾

ابن عساکر نے عبداللہ بن محمد مروزی علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حافظ یعقوب بن سفیان علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور فرمایا تم جس طرح دنیا میں حدیث بیان کرتے تھے، آسمان میں بھی بیان کرو، چنانچہ میں نے چوتھے آسمان پر حدیث بیان کی اور فرشتوں نے اس کو سنہری قلموں سے لکھا، جبریل علیہ السلام بھی لکھنے والوں میں تھے، (شرح الصدور ص ۲۸۷)

﴿۲۹﴾

ابن عساکر نے عبداللہ بن صالح صوفی علیہ الرحمہ سے روایت کیا کہ ایک محدث کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے، اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، کیونکہ میں اپنی کتابوں میں حضور اقدس ﷺ کے نام کے بعد درود شریف لکھنے پر پابندی کرتا تھا، (ایضا)

﴿۳۰﴾

حدیث مبارک ہے، قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے، (رواہ الترمذی) اس حدیث کی روشنی میں ایک واقعہ پڑھیے، حضرت خواجہ احمد بن ادریس علیہ الرحمہ کا ایک مرید مکہ مکرمہ میں فوت ہوا اور اس کو جنت المعلیٰ میں دفن کر دیا گیا، ایک صاحب کشف بزرگ نے دیکھا کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کی قبر میں جنتی فرش اور قندیلیں لا رہے ہیں، اس بزرگ کو رشک ہوا تو حضرت ملک الموت علیہ السلام نے فرمایا یہ کونسی مشکل بات ہے، جو مومن بھی حضرت خواجہ احمد بن ادریس علیہ الرحمہ کی طرف منسوب درود پاک پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ہی قرب عطا فرمائے گا، (جامع کرامات اولیا:۵۷۹)

﴿۳۱﴾

علی بن عیسیٰ وزیر کا واقعہ ہے کہ میں کثرت سے درود پاک پڑھا کرتا تھا، اتفاقاً مجھے بادشاہ نے معزول کر دیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دراز گوش پر سوار ہوں اور پھر دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ جلوہ فرما ہیں، میں براہ ادب جلدی سے نیچے اتر کر پیدل ہو لیا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، اے علی اپنی جگہ پر واپس چلا جا، آنکھ کھل گئی، صبح ہوئی تو بادشاہ نے بلا کر وزارت سونپ دی، اور یہ درود پاک کی برکت ہے، (سعادت الدارین:۱۴۴) معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ اپنے غلاموں کی مصیبت سے آگاہ ہوتے ہیں اور اس کو رفع کرنے کیلئے تشریف بھی لاتے ہیں، یہ تمام امور حیات برزخی کی دلیل ہیں، چند اور واقعات بھی ملاحظہ کیجئے۔

﴿۳۲﴾

حضرت شیخ موسیٰ ضریر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں بحری جہاز پر سوار ہوا

کہ اچانک طوفان آ گیا، اقلابیہ کی آندھی چل پڑی، وہ طوفان ایسا تھا کہ اس سے شاید ہی کوئی محفوظ رہ سکتا ہو، جہاز والے ناامید ہو گئے پھر میری آنکھ لگ گئی تو میں زیارت مصطفیٰ ﷺ سے سرفراز ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا، امتی! پریشان نہ ہو، جہاز پر سوار لوگوں سے کہہ دو کہ ایک ہزار مرتبہ درود نجاتی پڑھیں، اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی، میں نے جہاز والوں کو مژدہ سنایا، ابھی تین سو بار ہی درود پاک پڑھا تھا کہ ہوا تھم گئی اور طوفان ختم ہو گیا اور ہم سب منزل مقصود پر پہنچ گئے، (القول البدیع:۲۱۹)

﴿۳۳﴾

حضرت ابو حفص حداد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ شریف حاضر ہوا تو ایک وقت ایسا بھی آیا کہ کھانے کو کچھ نہ تھا، پندرہ دن یونہی گزر گئے، میں نے ایک دن نڈھال ہو کر اپنا پیٹ روضہ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ لگا دیا اور کثرت سے درود پاک پڑھا، پھر عرض کی، یا رسول اللہ، اپنے مہمان کو کچھ کھلایئے، وہیں مجھ پر نیند غالب آ گئی تو حضور انور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں جانب اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بائیں جانب ہیں اور حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ سامنے ہیں، مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اٹھو، سرکار دو جہاں تشریف لائے ہیں، میں اٹھا اور آپ کی دست بوسی کی، آپ ﷺ نے مجھے روٹی عنایت فرمائی، میں نے آدھی کھالی تو آنکھ کھل گئی، آدھی میرے ہاتھ میں تھی، (سعادۃ الدارین:۱۳۴)

﴿۳۴﴾

حضرت داتا علی ہجویری قدس سرہ فرماتے ہیں، ایک دفعہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر سو رہا تھا، خواب میں دیکھا کہ مکہ معظمہ میں ہوں، حضور اقدس ﷺ باب شیبہ سے تشریف لائے اور ایک بوڑھے آدمی کو اس طرح گود میں لیے ہوئے تھے، جیسے لوگ

شفقت سے بچوں کو اٹھاتے ہیں، میں نے آگے بڑھ کر قدم بوسی کی، حیران تھا کہ یہ پیرانہ سال آدمی کون ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے میرے دل کی بات سمجھ لی اور فرمایا، یہ تیرا امام اور تیرے اپنے دیار کا رہنے والا ابوحنیفہ ہے، مجھے اس خواب سے بڑی تسلی ہوئی اور اپنے شہر سے ارادت پیدا ہوگئی، (کشف المحجوب:۱۷۰)

﴿۳۵﴾

حضرت خواجہ نعمان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں نے حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، آپ نے فرمایا، اے ابوبکر، میرے فرزند محمد نعمان کو بتادو کہ جو شخص شیخ احمد (مجدد الف ثانی) کا مقبول ہے وہ میرا اور میرے خدا کا بھی مقبول ہے۔ اور جو شخص ان کا مردود ہے وہ میرے خدا کا بھی مردود ہے، میں نے یہ بشارت سنی تو بے حد خوش ہوا۔ الحمدللہ میں حضرت مجدد الف ثانی کا مقبول ہوں، اس لئے حق تعالیٰ کا بھی مقبول ہوں، (حضرات القدس:۲/۳۲۸)

﴿۳۶﴾

ابوبکر منقری سے منقول ہے کہ میں، امام طبرانی اور ابوالشیخ حرم رسول ﷺ میں حاضر تھے اور بھی حالت فقر و فاقہ میں مبتلا تھے، جب بھوک نے اپنا اثر دکھایا اور نڈھال کردیا تو وہ دن مشکل سے صوم وصال کی صورت میں کاٹا، عشاء کے وقت میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ الجوع الجوع'' سخت بھوک ہے، سخت بھوک ہے، اتنا عرض کیا اور اپنی جگہ بیٹھ گیا، مجھے ابوالشیخ نے کہا، بیٹھ جاؤ، یا رزق اور روزی ہاتھ آئے گی یا یہیں تڑپ تڑپ کر مرجائیں گے، پھر میں اور ابوالشیخ سو گئے، امام طبرانی بیٹھے مطالعہ کررہے تھے، ایک علوی دروازے پر آموجود ہوا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو غلام ہیں جن کے ہاتھوں میں بڑی بڑی

زنبیلیں ہیں اور دونوں کسی شے سے بھری ہوئی ہیں، ہم بیٹھ گئے اور کھانے لگے، گمان یہی تھا کہ جو کھانا بچ جائے گا، اسے یہ غلام لے جائیں گے مگر وہ لوٹ گئے اور باقی ہمارے پاس ہی چھوڑ گئے، جب ہم کھانا کھا چکے تو علوی نے کہا کہ تم نے کیا بارگاہ نبوی میں بھوک کی شکایت کی تھی، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مجھے تمہارے پاس کھانے کی چیز لانے کے متعلق ارشاد فرما رہے تھے (کتاب الوفاء: ۸۳۰)

﴿۳۷﴾

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد گرامی نے خبر دی کہ ہمیں سید عبداللہ قاری نے بتایا، جب انہوں نے قاری زاہد سے جو بیابان میں رہتے تھے، قرآن پاک حفظ کیا تو ہم ایک دفعہ قرآن پاک کا دورہ کر رہے تھے کہ عرب کی ایک جماعت ہمارے پاس آئی، ان کا قائد ان کے آگے تھا، وہ لوگ قاری صاحب کی قرأت سننے لگے، پھر جماعت کے قائد نے فرمایا، " بارك الله اديت حق القرآن" بارک اللہ تم نے قرآن خوانی کا حق ادا کر دیا، پھر وہ جماعت چلی گئی، اس کے بیان کے بعد ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا، کل رات مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس بیابان میں پہنچ کر قاری صاحب کا قرآن سنوں گا، میں سمجھ گیا کہ کل والی قوم کے قائد خود نبی اکرم ﷺ تھے، پھر کہنے لگے، میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی ان آنکھوں سے دیکھا تھا، (در ثمین فی مبشرات النبی الامین: ۱۷)

﴿۳۸﴾

حضرت سلیمان بن سحیم علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میں خواب میں سید دو عالم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا تو میں نے دربار رسالت میں عرض کی، یارسول اللہ ﷺ، جو لوگ حاضر ہوتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں، آپ ان کا سلام سمجھ لیتے ہیں، فرمایا،

ہاں اور میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں، (سعادۃ الدارین:۱۴۱)

﴿۳۹﴾

حضرت ابراہیم بن شیبان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حج کیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ پھر جب میں نے روضہ مقدسہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو اندر سے آواز آئی وعلیك السلام یا ولدی، اے بیٹے تم پر بھی سلامتی ہو، (سعادۃ الدارین:۱۴۱)

﴿۴۰﴾

حضرت شیخ جزولی علیہ الرحمہ "صاحب دلائل الخیرات" کے وصال کے ستر سال بعد آپ کی قبر مبارک سے نکالا گیا اور سوس سے مراکش منتقل کیا گیا، آپ کا کفن بھی بوسیدہ نہیں ہوا تھا اور بالکل صحیح وسالم تھے، جیسے آج ہی لیٹے ہیں، نہ زمین نے آپ کو چھیڑا اور نہ کوئی حالت بدلی بلکہ آپ نے تازہ خط بنوایا تھا اور ستر سال کے بعد بھی ایسے تھا جیسے آج ہی بنوایا ہے، کسی نے رخسار پر انگلی رکھ کر دبایا اور انگلی اٹھائی تو اس جگہ سے خون ہٹ گیا، اب وہ جگہ سفید نظر آ رہی تھی، پھر تھوڑی دیر بعد سرخ ہو گئی، جیسے زندوں کے جسم میں خون رواں ہوتا ہے، یہ ساری بہاریں درود پاک کی کثرت کی برکت سے ہیں (مطالع المسرات:۴) اس طرح کے ایمان افروز واقعات ہزاروں کی تعداد میں صالحین امت سے منقول ہیں اور حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں جن کا انکار محض ہٹ دھرمی اور سینہ زوری تو ہو سکتا، اور کچھ نہیں۔

...... ﴿ ائمہ ملت کا فیصلہ ﴾ ......

اسلام میں حضرات علما کا ایک خاص مقام ہے، قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے، انما یخشی اللہ من عبادہ العلما یعنی بیشک علما ہی اللہ سے ڈرتے ہیں، اور فرمایا، "کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں"، اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تمہیں علم

نہیں''۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

۞ ...... اللہ تعالیٰ جس کا بھلا چاہتا ہے، اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے، میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے، (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب العلم)

۞ ...... دو آدمیوں کے سوا کسی پر بھی رشک جائز نہیں، ایک آدمی جسے اللہ مال دے تو اسے اچھی جگہ خرچ کرے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ علم دے اور وہ اس سے فیصلے کرے اور لوگوں کو سکھائے۔ (ایضاً)

۞ ...... جو شخص بھلائی پر رہبری کرے، اسے اس پر عمل کرنے والے کی طرح ثواب ہو گا۔ (مسلم، مشکوٰۃ کتاب العلم)

۞ ...... اللہ تعالیٰ علم کو کھینچ کر نہ اٹھائے گا، بلکہ علما کی وفات سے اٹھائے گا، حتیٰ کہ جب کوئی عالم نہ رہے تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے جن سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے، (بخاری و مسلم)

۞ ...... یقیناً عالم کے لئے آسمانوں اور زمین کی چیزیں اور پانی کی مچھلیاں دعائے مغفرت کرتی ہیں، عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات میں چاند کی فضیلت سارے تاروں پر، علما نبیوں کے وارث ہیں، نبیوں نے کسی کو درہم و دینار کا وارث نہ بنایا، صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم اختیار کیا اس نے پورا حصہ وصول کرلیا، (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ کتاب العلم)

۞ ...... ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے، (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰہ،)

۞ ...... جو اس لئے علم حاصل کرے تا کہ علما کا مقابلہ کرے یا جہلا سے جھگڑے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرے، اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں داخل کرے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث صحیحہ ہیں جن میں علما کی شان و عظمت بیان

کی گئی ہے، اب ہم ذیل میں کثیر ائمہ امت اور علمائے ہدایت کے مبارک فیصلے نقل کرتے ہیں تاکہ ان کی روشنی میں ''حیات برزخی کے اثبات'' کا عقیدہ مزید نکھر کر سامنے آجائے۔

اخلاص عمل مانگ نیاگان کہن سے

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

﴿۱﴾

حضرت امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت ابوسعید خراز علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ میں مکہ معظمہ میں تھا، باب بنی شیبہ پر ایک جوان کو مردہ دیکھا، تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہنے لگا، اے ابوسعید آپ نہیں جانتے کہ اللہ والے زندہ ہیں، اگرچہ وہ فوت ہو جائیں، وہ تو بس ایک گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں، (الرسالۃ القشیریہ ۱۴۰)

﴿۲﴾

حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''النفس باقیہ بعد موت البدن عالمة باتفاق المسلمین'' اس بات پر تمام علما کا اتفاق ہے کہ بدن کی موت کے بعد بھی روح باقی رہتی ہے اور علم رکھتی ہے، (شفاالسقام: ۲۱۰)

﴿۳﴾

حضرت امام ابویعقوب نہر جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں نے ایک مرید کو غسل دینے کیلئے تختے پر دراز کیا تو اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا، میں نے کہا، ''بیٹے میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں، یہ صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال ہے، میرا ہاتھ چھوڑ دے، (الرسالۃ القشیریہ: ۱۷۰)

﴿۴﴾

حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہ نہ سوچنا کہ موت سے تیرا علم بھی

تجھ سے جدا ہو جائے گا، کہ موت علم کے محل یعنی روح کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، موت کا معنی عدم محض نہیں ہوتا، یہاں تک کہ تو سمجھنے لگے کہ جب تو نہ رہا تو تیری صفت بھی ختم ہو گئی (التیسیر شرح جامع صغیر ۲/۴۲۹) فرماتے ہیں۔ جس سے زندگی میں امداد مانگی جائے، اس سے موت کے بعد بھی امداد مانگی جائے۔

﴿۵﴾

حضرت امام بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، روحیں جوہر بالذات ہیں اور اس بدن کے سوا اور شے ہیں اور موت کے بعد اپنے ادراک پر قائم رہتی ہیں، یہی جمہور صحابہ کرام اور تابعین عظام کا مذہب ہے اور اسی پر آیات واحادیث بھی ناطق ہیں، (تفسیر بیضاوی ۱/۱۱۷)

﴿۶﴾

حضرت امام ابن الحاج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، امام احمد کا ارشاد ہے کہ مسلمان برزخ میں ہیں اور اکثر زندوں کا علم رکھتے ہیں، یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے، اور کتابوں میں اپنے مقام پر مذکور ہے (المدخل ۱/۲۵۳) فرماتے ہیں، قبر والوں کو زندوں کی خبر ہوتی ہے، کیونکہ حدیث رسول ﷺ ہے کہ مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے، خدا کے نور کے سامنے کوئی چیز حائل نہیں ہوتی، جب زندہ مومنوں کے حق میں یہ ہے تو اس کا کیا مقام ہو گا، جو آخرت کے گھر میں ہے، (ایضا)

﴿۷﴾

حضرت امام ابو عمر عبد البر علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ میت کو ان تمام امور سے اذیت ہوتی ہے جن سے زندہ لوگوں کو اذیت ہوتی ہے، اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ ان تمام امور سے لذت بھی حاصل کرے جن سے زندہ لوگوں کو لذت ملتی ہے (اشعۃ اللمعات ۱/۶۹۶)

﴿۸﴾

حضرت امام محمد بن حموی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ اہل قبور کو جوتوں کی آہٹ سے بھی اذیت ہوتی ہے، (مراقی الفلاح ۳۴۲) حدیث پاک میں جو قبر کیساتھ تکیہ لگانے کی نفی وارد ہے تو حضرت امام حکیم ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ روحیں جان لیتی ہیں کہ اس آدمی نے ہماری عزت وحرمت کو پامال کیا ہے، (نوادر الاصول: ۲۴۴)

﴿۹﴾

حضرت امام قاضی خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، قبر سے سبز گھاس کاٹنا مکروہ ہے، وہ خشک ہو تو کوئی حرج نہیں، گھاس جب تک تر رہتی ہے، خدا کی تسبیح کرتی ہے، اور اس سے قبر والے کا دل بہلتا ہے، (فتاویٰ قاضی خان ۱/ ۱۹۵)

﴿۱۰﴾

حضرت امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، فوت شدہ انسان کو حیات اور علم حاصل ہوتا ہے لہذا زیارت کے وقت اس کا ادب واحترام واجب ہے، خصوصاً صالحین کرام کا احترام ان کے درجوں کے اعتبار سے زیادہ ضروری ہے جیسا کہ ان کی حیات ظاہری میں ہوتا ہے، (اشعۃ اللمعات ۱/ ۷۶۰)

﴿۱۱﴾

حضرت امام ابو عبید اللہ بن نعمان علیہ الرحمہ سے منقول ہے، اہل بصیرت اور اہل اعتبار کے نزدیک یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ نیک لوگوں کی زیارت، برکت وعبرت کے لئے محبوب ہے، ان کی برکت جیسے زندگی میں جاری تھی ویسے ہی وصال کے بعد بھی جاری ہے، (المدخل ۱/ ۲۴۹)

﴿۱۲﴾

حضرت امام عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اولیا کرام کی کرامت ان کے انتقال کے بعد بھی باقی رہتی ہے، جو اس کی مخالفت کرے، وہ جاہل ہے یا ہٹ دھرم ہے، (الحدیقۃ الندیہ: ۱/۲۹۳)

﴿۱۳﴾

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں، حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کے پاس کوئی نسبت ان کی خاص نسبتوں میں سے ایسی نہ تھی جو آپ نے ہمارے خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کو عطا نہ فرمائی ہو مگر ایک نسبت عالیہ جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے عطیات میں سے باقی رہ گئی تھی، ہمارے خواجہ نے اپنے انتقال کے بعد جب کہ میں ان کے روضہ کی زیارت کو گیا تھا، مجھے مرحمت فرمائی، (حضرات القدس ۲/۱۶۳)

﴿۱۴﴾

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، ایک عظیم بزرگ کا قول ہے کہ میں نے چار حضرات کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں رہ کر بھی حیات دنیا کی مانند تصرف فرماتے ہیں، شیخ معروف کرخی علیہ الرحمہ، شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ اور دو اولیا کو مزید شمار فرمایا، ان کا مقصد حصر نہیں بلکہ جو انہوں نے خود دیکھا وہی بیان کیا، (اشعۃ اللمعات ۱/۷۱۵)

﴿۱۵﴾

حضرت امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروکاروں کی شفاعت فرماتے ہیں، دنیا اور برزخ میں ہر جگہ مصیبتوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں، قیامت کے دن بھی نگاہ رکھیں گے یہاں تک وہ پل صراط کو پار کر جائیں، (المیزان الکبریٰ ۱/۹)

﴿۱۶﴾

حضرت امام تفتازانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اولیا کی قبروں میں زیارت اور

پاکیزہ روحوں سے استعانت فائدہ دیتی ہے،(شرح المقاصد ۲/۴۳)

﴿۱۷﴾

حضرت سید احمد زروق علیہ الرحمہ سے حضرت شیخ ابو العباس علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ زندہ کی امداد زیادہ طاقتور ہے یا وصال شدہ کی، انہوں نے فرمایا، وصال شدہ کی امداد زیادہ طاقتور ہے، اس پر شیخ نے فرمایا، ہاں اس لئے کہ وہ حق تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے،(اشعۃ اللمعات ۱/۷۱۶)

﴿۱۸﴾

حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جب زائر قبر کے قریب جاتا ہے تو اس کا صاحب قبر سے اور ایسے ہی صاحب قبر کا اس سے خاص تعلق قائم ہوجاتا ہے، اس سے دونوں کے درمیان معنوی ملاقات اور مخصوص علاقہ پیدا ہوجاتا ہے، اب اگر صاحب قبر زیادہ قوی ہے تو زائر مستفیض ہوتا ہے اور زائر زیادہ قوی ہے تو صاحب قبر کو فیض حاصل ہوتا ہے،(کشف الغطا: ۸۰) فرماتے ہیں، یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ انسان موت کے بعد زندہ ہیں، اور اس طرح حضور ﷺ کا فرمان ہے، اللہ کے نبی مرتے نہیں، ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں،(تفسیر کبیر ۲۱/۴۱)

﴿۱۹﴾

حضرت امام صفار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب میں تلقین مناسب ہے اور جو تلقین کا تارک اور منکر ہے، وہ معتزلہ کے مذہب پر ہے، جو میت کو جماد کہتے ہیں اور قبر میں روح کا اعادہ تسلیم نہیں کرتے،(کشف الغطا: ۵۷)

﴿۲۰﴾

حضرت امام قونوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، فوت شدگان کو ادراک وسماع حاصل

ہے، اور بیشک سماعت ایسی صفت ہے جس کے لئے حیات ضروری ہے، لہذا سب زندہ ہیں لیکن ان کی زندگی شہدا سے کم تر ہے اور شہدا کی زندگی سے انبیا کرام کی زندگی زیادہ کامل ہے، (جذب القلوب: ۲۰۶) اور فرماتے ہیں کہ تمام اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ علم و سماعت جیسے ادراک تمام فوت شدگان کو حاصل ہیں، (ایضا ۲۰۶)

﴿۲۱﴾

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں، جب آدمی برزخ کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو تمام وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کیساتھ ہوتے ہیں، وہ ان سے الگ نہیں ہوتے، (فیوض الحرمین: ۴۲)

﴿۲۲﴾

حضرت امام ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اولیا فرماتے ہیں کہ ہماری روح ہی ہمارا جسم ہے، یعنی ان کی ارواح ان کے اجسام کا کام کرتی ہیں اور کبھی اجسام از حد لطافت کی وجہ سے ارواح کے رنگ میں جلوہ ریز ہوتے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہیں تھا، ان کی ارواح زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہتی ہیں، سیر کرتی ہیں، اسی وجہ سے قبر میں ان کے جسم خاکی کو مٹی نہیں کھاسکتی، بلکہ ان کا کفن بھی صحیح سلامت رہتا ہے، ابن ابی الدینا حضرت امام مالک علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ مومنوں کی ارواح جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں، مومنوں سے مراد کامل افراد ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے جسموں کو روحوں کی طاقت عطا فرما دیتا ہے، وہ قبروں میں نماز پڑھتے ہیں، ذکر کرتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، (تذکرۃ الموتی والقبور: ۷۵)

﴿۲۳﴾

حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں، روحوں کا قبر کیساتھ

تعلق قائم رہتا ہے، جس کے سبب زائرین اور عزیزوں، دوستوں کی آمد کا انہیں علم ہوتا ہے، اور ان سے انس حاصل ہوتا ہے، مکان کی دوری اور نزدیکی روح کے لئے اس ادراک سے مانع نہیں ہوتی، انسان کے وجود میں اس کی مثال روح بصر ہے جو ہفت آسمان کے ستارے کنویں کے اندر سے دیکھ سکتی ہے، (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰: ۱۹۳)

﴿۲۴﴾

حضرت مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ فرماتے ہیں، بعض کاملوں کی ارواح کا تصرف ان کے اجسام سے ترک تعلق کے بعد بھی اس دنیا میں باقی رہتا ہے (مکتوبات مظہریہ: ۲۷) فرماتے ہیں، حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ کی عنایت اپنے معتقدین کے حال پر کارفرما ہے، مغل صحراؤں میں سوتے وقت اپنا سامان اور گھوڑے آپ کی حفاظت کی سپرد کرتے ہیں اور غیبی تائید ان کیساتھ ہوتی ہے، (ملفوظات مظہریہ: ۸۳)

﴿۲۵﴾

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، شیخ بدر الدین بن صاحب نے اپنے رسالہ حیات الانبیا میں فرمایا کہ حدیث شریف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات فی القبر میں صریح ہے، کیونکہ اس میں ان کی صفت نماز بیان کی گئی ہے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور یہ صرف روح کی صفت نہیں ہو سکتی، بیشک یہ تو جسم کا کام ہے اور قبر کی تخصیص بھی اس پر دلیل ہے کہ اگر یہ صرف روح کے اوصاف میں سے ہوتا تو قبر کی تخصیص کے ساتھ احتجاج نہ کیا جاتا، (زہر الربی شرح سنن النسائی ۱/۲۴۴)

﴿۲۶﴾

حضرت امام محمد بن یوسف صالحی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت جمال الدین محمود بن جملہ کا فرمان ہے، حدیث شریف، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات فی القبر کے بارے

میں واضح ہے، کیونکہ اس میں آپ کی نماز کا بیان ہے کہ وہ کھڑے تھے اور یہ صفت فقط روح کی نہیں، یہ روح مع الجسد کی صفت ہے، ان میں روح لوٹا دی گئی ہے، یہ آپ کی بہت بڑی عزت اور کرامت ہے، آپ کی قبر وسیع کر دی گئی ہے اور یہ عبادت کا عمل وفات کے فوراً متصل ہے اور حضور اقدس ﷺ کا آپ کو دیکھنا ظاہری آنکھوں سے ہے کیونکہ معراج اہل سنت و جماعت کے نزدیک جسد کو ہوئی تھی نہ کہ فقط روح کو، (سبل الھدیٰ والرشاد:۱۲/۲۶۷)

﴿۲۷﴾

حضرت امام محمد بن قاس جسوس فرماتے ہیں، حیاۃ الانبیا کا شاہد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر انور میں نماز پڑھنا ہے اور نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے اور ایسے ہی وہ تمام صفات جو حضور اقدس ﷺ نے معراج کی رات بیان فرمائیں، وہ سب اجساد کو چاہتی ہیں اور ان کی حیات حقیقی ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں، لیکن حیات حقیقی ہونے کے باوجود ان کو طعام وغیرہ کی حاجت نہیں ہے، جہاں تک علم اور سماعت کا تعلق ہے تو وہ انبیا کرام کے لئے ثابت ہے، بلکہ عام کیلئے بھی ثابت ہے، (الفوائد الجلیلہ علی الشمائل المحمدیہ:۲۳۶)

﴿۲۸﴾

حضرت علامہ ابن قیم جوزیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بلاشبہ آپ کا جسم مبارک قبر میں تر و تازہ اور نرم ہے، ایک دفعہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے بوسیدہ ہونے کے بعد آپ پر ہمارا درود کیسے پہنچے گا، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ انبیا کے اجسام کو کھائے، اگر آپ قبر میں موجود نہ ہوتے تو یہ جواب غلط ہو جاتا، (کتاب الروح:۷۳)

﴿۲۹﴾

حضرت امام محمود آلوسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے، انبیا کرام اپنی قبروں میں عام

مردوں کی طرح نہیں رہتے بلکہ ان کی روح ان کی طرف لوٹائی جاتی ہے اور وہ زندہ ہوتے ہیں، (روح المعانی: ۲۲/۳۸)

﴿۳۰﴾

حضرت امام ابوالمحاسن حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اے زائر تو حضور پرنور ﷺ کی قبر مکرم کی طرف منہ کر کے اور قبلہ شریف کی طرف پشت کر کے باادب کھڑا ہو اور آپ کی جلالت شان کو پیش نظر رکھ، کیونکہ یہ مبارک جگہ ہے، آپ کی نظر مبارک تیرے شامل حال ہے، آپ تیرا کلام سماعت فرماتے ہیں اور تیرے سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں اور تیری دعا پر آمین فرماتے ہیں، پھر یوں عرض کر "السلام علیك یا رسول الله، السلام علیك یا حبیب الله،" (غنیۃ الطالبین فی ما یحب من احکام الدین: ۱۱۵)

﴿۳۱﴾

حضرت امام محی الدین نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، زائر حاضری کے وقت ادب رسول کو ملحوظ رکھتے ہوئے لوٹے اور اس کا دل آپ کی ہیبت سے بھر جائے گویا آپ ﷺ اس کو دیکھ رہے ہیں، پھر وہ اس طرح عرض کرے السلام علیك یا رسول الله (کتاب الایجاز: ۴۶)

﴿۳۲﴾

علامہ محمد بن علی شوکانی نے رقم کیا ہے، نبی کریم ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر انور میں زندہ ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا کہ انبیا کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور بیہقی نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے، استاذ ابومنصور بغدادی نے فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب میں متکلمین اور محققین کا ارشاد ہے کہ آپ وفات کے بعد زندہ ہیں، ایک اور جگہ لکھتے ہیں، علم اور سماع تو تمام اہل قبور کے لئے ثابت ہے، شہدا کے متعلق تو قرآنی نص وارد ہے کہ وہ زندہ ہیں ا[illegible] کے ساتھ ہے، حضرات انبیا

اور مرسلین کی حیات جسم کے ساتھ کیوں نہ ہوگی، (نیل الاوطار: ۳/ ۲۴۸)

﴿۳۳﴾

حضرت امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حماد بن سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بنانی کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی سعادت عطا کرتا ہے تو مجھے بھی عطا کرنا، کہتے ہیں کہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کو وفات کے بعد دیکھا گیا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ (سیر اعلام النبلا: ۵/۲۲۲)

﴿۳۴﴾

حضرت امام عیاض مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرات انبیا کرام، شہدا کی طرح ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں اور شہدا اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں تو یہ بعید نہیں کہ وہ حج کریں اور نمازیں ادا کریں، (شفا السقام: ۱۸۶)

﴿۳۵﴾

حضرت امام علی بن احمد عزیزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بندہ جب دنیا سے جدا ہوگیا تو قید سے چھوٹ گیا اور فراخی و کشادگی، فرحت و سرور کی طرف منتقل ہوگیا، (السراج المنیر ۳/۱۶۲) حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، برزخ میں صرف روح سے سوال نہیں جیسا کہ ابن حزم وغیرہ سے منقول ہے، اس سے برا اسکا قول ہے جو کہتا ہے کہ سوال صرف جسم بے روح سے ہوگا احادیث سے ان دونوں قولوں کی تردید ہوتی ہے، (گویا سوال جسم و روح دونوں سے ہوگا)، (شرح فقہ اکبر: ۱۵۴)

﴿۳۶﴾

حضرت شیخ نور الحق دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جمہور کے نزدیک یہی طے شدہ عقیدہ اور قول مختار ہے کہ حضرات انبیا موت کا ذائقہ چکھنے کے حیات دنیوی کے

ساتھ زندہ ہیں، (تیسیر القاری شرح بخاری: ۳/۲۶۲)

﴿۳۸﴾

حضرت علامہ قطب الدین خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، زندہ ہیں انبیا کرام قبروں میں، یہ مسئلہ متفق علیہ، کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کی وہاں حقیقی، جسمانی دنیا کی سی ہے، (مظاہر حق: ۱/۴۴۵)

﴿۳۹﴾

حضرت امام بدرالدین زرکشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضور اقدس ﷺ کا ایک آن میں مختلف اقطار میں حاضر ہونا اور آپ کا دیدار برحق ہے، آپ اپنی قبر اقدس میں زندہ ہیں اور اذان واقامت کیساتھ نماز ادا کرتے ہیں، کیونکہ آپ سورج ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراجاً منیراً فرمایا ہے، (زرقانی: ۵/۳۹۵)

﴿۴۰﴾

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، بے شک رسالت موت کیساتھ منقطع نہیں ہوتی، اور اس طرح ولایت اور جمیع مکارم دینی بھی منقطع نہیں ہوتے، نبوت کیسے منقطع ہوسکتی ہے، جب انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، (عمدۃ الرعایہ: ۲/۳۰۷)

یاد رکھیں کہ اس عالم دنیا کے مقابلے میں جہانِ برزخ اتنا وسیع وعریض ہے جتنا شکم مادر کے مقابلے عالم دنیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کے سامنے جہان برزخ کے عجیب وغریب مناظر کھول کر رکھ دیئے ہیں تاکہ وہ اپنے مشاہدات کی روشنی میں دنیا کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیں، مخلوق خدا کو عذاب سے ڈرائیں اور ثواب کی ترغیب دلائیں، اس حقیقت کا انکار ہرگز درست نہیں، ایک نابینا انسان کو سورج کی چمک دمک کا مشاہدہ نہیں [illegible] احساس نہیں، پھولوں کی رنگینی

اور کلیوں کی بوقلمونی کا ادراک نہیں، لیکن ان فطری حقائق کا انکار کرتا پھرے، اور لوگوں کو بھی اس پر اکساتا رہے تو کتنا بڑا ظلم ہے۔ کیا چشم بینا اس ظلم کی تصدیق کر سکتی ہے، یہی حال اس بدنصیب کا ہے جس نے جہانِ غیب کے ایک ذرے کو بھی نہیں دیکھا مگر اس کے سارے نظاروں کی تردید کر رہا ہے، اسے چاہئے کہ ان دیکھنے والوں پر اعتبار کرے، جس کے کردار میں کوئی عیب نہیں اور گفتار میں کوئی ریب نہیں، گویا

حادثہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اس کا مرے آئینہ ادراک میں ہے

تاریخ اسلام ایسے بے شمار واقعات اور لاتعداد مشاہدات سے لبریز ہے بزرگان دین کا جیسے عالم دنیا سے رابطہ ہے، ویسے ہی جہان برزخ سے بھی تعلق ہے۔ وہ جہاں رہ کر وہاں دیکھتے ہیں اور وہاں جا کر یہاں کی خبر رکھتے ہیں۔

کفن سالم، بدن سلامت

حافظ حدیث امام حمیدی جو ابو بکر خطیب وغیرہ محدثین کے شاگرد تھے۔ تقویٰ اور پاک دامنی میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی وفات کے وقت امیر مظفر بن رئیس الرؤسا کو وصیت فرمائی تھی کہ تم مجھے بشر حافی علیہ الرحمہ کے پہلو میں دفن کرنا، مگر اس نے وصیت کے خلاف آپ کو باب النہر کے مقبرہ میں دفن کر دیا، آپ نے خواب میں امیر مظفر پر عتاب فرما کر اپنی وصیت یاد دلائی۔ اس لئے دو سال کے بعد امیر مظفر نے آپ کی نعش مبارک کو قبر سے نکال کر حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کے پہلو میں دفن کیا مگر امام حمیدی کی یہ کرامت ہے کہ دو برس سے زائد گزر جانے کے باوجود آپ کا کفن صحیح سالم اور بدن سلامت اور تر و تازہ تھا۔ ۴۱۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (روحانی حکایات، ۱/۱۴۵، تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۹)

......﴿امام احمد کا بدن اور کفن﴾

اسی طرح ابوالحسن بن زاغونی سے منقول ہے کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی وفات کے دو سو تیس برس کے بعد آپ کی قبر کے پہلو میں جب ابوجعفر بن ابوموسیٰ کے لئے قبر کھودی گئی تو اتفاق سے آپ کی قبر کھل گئی، لوگوں نے دیکھا دو سو تیس سال کی مدت دراز گزر جانے کے باوجود امام احمد کا کفن صحیح وسالم آپ کا بدن سلامت اور بالکل تازہ ہے۔ (ایضاً ۱/۱۴۵ بحوالہ طبقات شعرانی وغیرہ)

......﴿امام جزولی قبر سے نکالنے کے بعد﴾

دلائل الخیرات شریف کے مصنف حضرت محمد بن سلیمان جزولی علیہ الرحمہ جو سلسلہ شاذلیہ کے شیخ تھے اور چھ لاکھ بارہ ہزار پینسٹھ مریدین آپ سے فیض یاب ہوئے، کسی بدنصیب شقی القلب نے آپ کو زہر کھلا دیا اور نماز فجر کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں یا دوسری رکعت کے پہلے سجدے میں آپ نے وفات پائی اور اسی دن آپ شہر سوس کی مسجد میں دفن کردیئے گئے، پھر ستتر برس کے بعد لوگ انھیں قبر سے نکال کر ''مراکش'' لائے تو آپ کا کفن سالم اور بدن زندوں کی طرح تروتازہ اور نرم تھا اور لوگوں نے آپ کے رخسار پر انگلی رکھ کر دبایا تو زندہ آدمیوں کیطرح بدن میں خون کی روانی کی سرخی ظاہر ہوگئی اور آپ کے سر اور چہرے پر اس خط بنوانے کا نشان بھی باقی اور ظاہر تھا جو وفات سے قبل آپ نے بنوایا تھا۔

۱۶ ربیع الاول ۸۷۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ مزار مبارک ''مراکش'' میں ہے، آج تک بھی آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے، لوگ بکثرت آپ کی قبر کے پاس دلائل الخیرات پڑھتے ہیں، (روحانی حکایات ۱/۱۴۶، مطالع المسرات ص ۳)

قبر میں تلاوت

امام یافعی نے ''روض الریاحین'' میں ایک عالم بزرگ کا حال لکھا ہے کہ میں ان کو قبر میں لٹا کران کی لحد پر کچی اینٹیں جمارہا تھا کہ اس قبر کی اینٹیں ٹوٹ کر گر پڑیں اور قبر کھل گئی تو میں نے دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ قبر میں بیٹھے تلاوت کررہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک قرآن مجید ہے جو سنہرے کاغذ پر سونے کے حرفوں سے لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے میری طرف سر اٹھا کر فرمایا تم پر خدا رحم فرمائے کیا قیامت قائم ہوگئی، میں نے عرض کیا، جی نہیں! تو انہوں نے فرمایا کہ میری قبر میں گری ہوئی اینٹوں کو دوبارہ چن کر جمادو۔ چنانچہ میں نے جلدی جلدی ان کی قبر کی گری ہوئی اینٹیں جما کر قبر کو بند کر دیا (روحانی حکایات ص ۱۴۸)

شہنشاہ دو عالم کے پہلو میں

امام ابو اسحاق فزاری کا شمار حدیث کے اُن اماموں میں ہے جو درس حدیث، فتاویٰ اور عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ ''مصیصہ'' کی سرحد پر کفار سے جہاد بھی فرمایا کرتے تھے۔ بادشاہوں اور بد مذہبوں کی صحبت سے انتہائی نفرت فرماتے تھے۔ چنانچہ جب دمشق میں تشریف لائے تو ہزاروں انسان ان کے حلقہ درس میں حاضر ہو گئے۔ مگر آپ نے حدیث بیان کرنے سے پہلے ایک شاگرد ابو مسہر کو یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ جتنے قدریہ مذہب والے اور بادشاہوں کے دربار میں جانے والے ہیں سب میری درسگاہ سے نکل جائیں۔ چنانچہ جب یہ سب لوگ درسگاہ سے نکل گئے تو آپ نے حدیث کا درس شروع فرمایا۔ خلیفہ بغداد ہارون الرشید کے دل میں بھی ان کی بے حد عظمت تھی۔ چنانچہ خلیفہ ہارون الرشید نے جب ایک زندیق کو گرفتار کر کے قتل کرنا چاہا تو اس بددین نے کہا آپ مجھے تو قتل کر رہے ہیں۔ مگر ایک ہزار جھوٹی حدیثیں جو میں نے گھڑ کر مسلمانوں میں پھیلا دی ہیں۔ آپ ان کا کیا کریں گے؟ اس وقت ہارون الرشید

نے کہا کہ بدنصیب! مجھے اس کی کیا فکر ہوگی "ابو اسحٰق فزاری" اور ابن مبارک" تو موجود ہی ہیں، یہ دونوں محدثین چھلنی میں چھان کر تیری موضوع حدیثوں کا ایک ایک لفظ نکال پھینکیں گے۔ مشہور بزرگ حضرت فضیل بن عیاض نے خواب میں دیکھا کہ میں دربار رسالت میں حاضر ہوا ہوں اور شہنشاہ دو عالم کے پہلو میں ایک آدمی کی جگہ خالی ہے تو میں نے وہاں بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ مگر ارشاد ہوا کہ خبردار! یہ "ابو اسحٰق فزاری" کے بیٹھنے کی جگہ ہے، آپ کا وصال ۱۸۶ھ میں ہوا۔ (رحانی حکایات: ۱/۱۵۵ بحوالہ تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۵۲)

...... بدن پر کلمہ طیبہ ......

ابو نصر فتح بن شحرف نہایت ہی زاہد اور پارسا محدث تھے۔ تیس برس تک روٹی نہیں کھائی۔ چند پھل پھول کھاتے رہے اور تیس برس تک کبھی سر اٹھا کر آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔ ایک دن بے اختیار آسمان کی طرف سر اٹھ گیا تو ایک دم منہ سے یہ دعا نکل پڑی کہ الہٰی! اب تیرا اشتیاق میرے لیے ناقابل برداشت ہو چکا ہے لہذا تو جلد مجھے اپنے دربار میں بلا لے، اس کے بعد ہی آپ کا وصال ہو گیا۔ محمد بن جعفر کا بیان ہے کہ جب ہم لوگوں نے انہیں غسل دینے کے لئے ان کے کپڑوں کو اتارا تو ان کے بدن پر لا الہ الا اللہ لکھا ہوا تھا۔ ہم لوگوں نے سمجھا کہ کسی نے قلم سے لکھ دیا ہوگا مگر جب غور سے دیکھا گیا تو وہ حروف سیاہ رنگ کی رگیں تھی۔ جو ان کے گوشت کے اندر پیوست تھیں۔ بغداد کے اندر ان کی وفات ہوئی تو اہل بغداد کا فرط عقیدت سے ان کے جنازہ پر اتنا ہجوم ہوا کہ ۳۳ مرتبہ لوگوں نے ان کے جنازہ پر نماز پڑھی اور سب سے چھوٹی جماعت جس نے ان کے جنازہ پر نماز پڑھی اس کی تعداد ۲۵ سے ۳۰ ہزار تک تھی۔ (روحانی حکایات ۱/۱۵۶ بحوالہ مستطرف جلد ۱ ص ۱۷۸)

قبر انور میں نقب

سلطان عادل نور الدین زنگی نے ۵۵۷ھ میں نماز تہجد کے بعد ایک رات میں تین مرتبہ یہ خواب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ دو شخصوں کو دکھلا کر یہ اشارہ فرما رہے ہیں'

''اے نور الدین! تم ان دونوں کو مجھ سے جدا کرو، تم ان دونوں سے مجھ کو بہت جلد بچاؤ''

سلطان یہ خواب دیکھ کر گھبرا گیا اور اپنے دین دار و صالح وزیر جمال الدین موصلی سے اپنے اس خواب کا تذکرہ کیا تو وزیر موصوف نے بے چین ہو کر انتہائی اضطراب میں یہ عرض کیا کہ اے سلطان عادل! اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ ضرور مدینہ منورہ میں کوئی بہت بڑا حادثہ نمودار ہو گیا ہے۔ لہذا اب ایک لمحہ کے لئے بھی ہمارا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے اور انتہائی ضروری ہے کہ ہم دونوں نہایت خاموشی کے ساتھ بالکل ہی پراسرار طریقہ پر فوراً مدینہ منورہ حاضر ہو جائیں۔ چنانچہ صرف بیس آدمیوں کے ہمراہ کثیر دولت لے کر تیز رفتار سواریوں پر سفر کر کے صرف سولہ روز میں سلطان مع وزیر کے ملک شام سے ناگہاں مدینہ منورہ پہنچ گئے، سلطان نے مسجد نبوی میں دوگانہ ادا کر کے صلاۃ وسلام عرض کیا، صحن مسجد میں بیٹھ گئے اور وزیر نے یہ اعلان کیا کہ سلطان اس وقت قبر انور کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور اہل مدینہ کو نذرانہ عقیدت کے طور پر ایک کثیر رقم ہر ہر فرد کو مرحمت فرمانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لہذا مدینہ منورہ کا ہر باشندہ سلطان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنا اپنا نذرانہ لے جائے۔ چنانچہ تمام اہل مدینہ حضور سلطانی میں آ کر نذرانہ وصول کرتے رہے۔ مگر جن دو شخصوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دکھلایا تھا وہ دونوں نظر نہیں آئے۔ یہاں تک کہ جب لوگوں کی آمد کا سلسلہ ختم ہو گیا تو

سلطان نے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی ایسا شخص باقی رہ گیا ہے جو ابھی تک نذرانہ لینے نہیں آیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ باشندگان مدینہ میں سے تو کوئی بھی باقی نہیں رہ گیا ہے مگر روم کے رہنے والے انتہائی عابد وزاہد آدمی ایسے ہیں جو کبھی کسی کا عطیہ قبول نہیں کرتے۔ بلکہ خود بے شمار مال و دولت مدینہ منورہ کے فقرا و مساکین پر تصدق کرتے رہتے ہیں، صرف یہی دونوں ابھی تک بارگاہ سلطانی میں حاضر نہیں ہوئے ہیں۔ سلطان نے فوراً ہی ان دونوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ جب یہ دونوں سلطان کے سامنے آئے تو حیرت واستعجاب سے سلطان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ یہی وہ دونوں شخص تھے جن کو خواب میں دکھلا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

''اے نورالدین! تم ان دونوں کو مجھ سے جدا کرو''

سلطان نے ان دونوں سے فرمایا کہ تم لوگ کہاں کے رہنے والے ہو؟ دونوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ بلاد مغرب کے رہنے والے ہیں۔ امسال ہم حج کے لئے آئے تھے اور اب ایک سال تک کے لئے ہم نے یہاں روضہ منورہ کے مجاور بن کر رہنے کا عزم کرلیا ہے۔ سلطان نے غضب سے تیوری چڑھا کر کئی بار فرمایا کہ تم لوگ سچ سچ بولو، مگر وہ دونوں ہر بار نہایت جرأت کے ساتھ یہی کہتے رہے۔ بالآخر سلطان نے ان دونوں کی قیام گاہ کا پتہ دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ دونوں روضہ منورہ کے بالکل قریب ایک رباط کے اندر مقیم ہیں۔ سلطان نے ان دونوں کی گرفتاری کا حکم دیا اور خود اکیلا ان دونوں کے کمرہ میں داخل ہوگیا، تو یہ دیکھا کہ کمرہ میں بے شمار درہم و دینار کا انبار لگا ہوا ہے، طاقوں پر چند کتابیں رکھی ہوئی ہیں اور دو مہریں پڑی ہوئی ہیں۔ کمرے میں اس کے سوا دوسرا کوئی سامان نظر نہیں آیا۔ سلطان نے جب اہل مدینہ کے عمائد و اشراف سے دونوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو سب بالاتفاق کہنے لگے کہ یہ دونوں

نہایت ہی مرد صالح' ہمیشہ کے روزہ دار، زاہد شب زندہ دار اور تہجد گزار ہیں۔ دن رات روضہ منورہ پر حاضر رہتے ہیں روزانہ صبح کو جنت البقیع اور ہر سینچر کو مسجد قبا کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرتے اور امسال کی قحط سالی میں مدینہ منورہ کے باشندوں کی بے انتہا مالی مدد کرتے رہے ہیں۔ سلطان ان دونوں کی زاہدانہ صورتوں کو دیکھ کر اور اہل مدینہ کی مدح سرائی سن سن کر محو حیرت تھا اور پیکر تعجب بن کر کمرے میں بار بار چکر لگاتا اور نیچے اوپر دیکھتا رہا یہاں تک کہ سلطان نے کمرے کے فرش اور چٹائی کو اٹھانے کا حکم دیا۔ جب چٹائی اٹھائی گئی تو ناگہاں یہ نظر آیا کہ زمین میں اتنی گہری سرنگ کھودی ہوئی ہے جو قبر انور تک پہنچ چکی ہے، سلطان اور اہل مدینہ یہ ہوش ربا منظر دیکھ کر ایک دم سناٹے میں آگئے اور ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ سلطان نے غصہ میں سرخ انگارہ بن کر تڑپتے ہوئے پوچھا تم دونوں سچ سچ بول دو کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کچھ دیر تو وہ دونوں خاموش رہے۔ مگر جب ان دونوں پر کوڑوں کی مار پڑنے لگی تو دونوں کہنے لگے، اے سلطان ہم دونوں نصرانی ہیں، ہم کو روم کے نصرانیوں نے مغربی حجاج کے ساتھ بے شمار مال و دولت دے کر اس مقصد کیلئے یہاں بھیجا ہے کہ ہم قبر انور کھود کر پیغمبر اسلام کے جسم انور کو نکال کر لے جائیں۔ چنانچہ ہم لوگ ساری رات نقب کھودتے ہیں اور مٹی کو ایک تھیلے میں جمع کر کے روزانہ صبح کو ''جنت البقیع'' کے قبرستان میں پھینک دیتے ہیں۔ یہ نقب بالکل قبر شریف تک پہنچ چکا ہے اور کل ہی رات ہم جسم مبارک نکالنے والے تھے مگر ناگہاں رات میں شدید بارش اور برق و باد کا طوفان آجانے سے ہم یہ کام نہ کر سکے اور آج صبح کو اچانک سلطان تشریف لائے اور ہم گرفتار ہو گئے۔ سلطان نور الدین ان ناپاک ظالموں اور خوفناک مجرموں کا لرزہ خیز اور دل دہلا دینے والا بیان سن کر لرزہ براندام ہو گیا اور جوش غضب میں روضۂ انور کی دیوار پکڑ کر

پھوٹ پھوٹ کر زار و قطار رونے لگا پھر غیظ و غضب میں بے خود ہو کر اپنی تلوار سے ان دونوں ملعونوں کا سر اڑا دیا اور ان کی لاشوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں جلا کر راکھ بنا دیا اور اپنی خوش نصیبی پر ناز کر کے خداوند کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرنے لگا اور کہنے لگا کہ حضور رحمۃ للعلمین کا مجھ پر کتنا بڑا اکرم ہے کہ تمام جہان والوں میں سے اس خدمت کے لئے مجھ کمترین غلام کو منتخب فرمایا اور تین مرتبہ خواب میں مجھے اپنے دیدار پر انوار سے مشرف فرما کر مجھے اس خدمت کے لئے مامور فرمایا۔ سلطان بار بار یہی کہتے تھے اور ان کی اشک بار آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات گوہر آب دار بن کر ان کے چمکتے ہوئے رخسار پر نثار ہو رہے تھے، اس خوشی میں سلطان نے بے شمار دولت لٹا کر غریبوں کو مالا مال اور مسکینوں کو نہال کر دیا، پھر روضہ انور کے اردگرد چاروں طرف نہایت گہری نیو کھدوا کر اور سیسہ پگھلا کر اس نیو میں بھروا دیا، تاکہ قبر انور کے گرد سیسہ کی دیوار میں کوئی نقب نہ لگا سکے (روحانی حکایات ص ۲/ ۱۴ بحوالہ وفاء الوفا ۲/ ۶۴۸)

ملعون منصوبہ ناکام

جب مصر کے عبیدی خاندان کے بادشاہ کا حجاز پر بھی تسلط ہو گیا تو بعض زندیقوں نے بادشاہ کو یہ ناپاک مشورہ دیا کہ اگر روضہ منورہ کو کھود کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم انور اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مبارک جسموں کو مدینہ منورہ سے منتقل کر کے مصر میں دفن کر دیا جائے تو مصر کی عزت و عظمت میں چار چاند لگ جائیں گے کہ تمام دنیائے اسلام کے زائرین بجائے مدینہ منورہ کے مصر آنے لگیں گے۔ احمق و بددین بادشاہ مصر کو یہ مشورہ پسند آ گیا اور اس نے اپنے ایک بہت ہی معتمد درباری کو اس مہم کے لئے مدینہ منورہ بھیج دیا جس کا نام ''ابوالفتوح'' تھا، اہل مدینہ کو اس ناپاک منصوبہ کی خبر ہو گئی تھی چنانچہ [illegible] عزم کے ساتھ مدینہ منورہ

میں داخل ہوا، مدینہ کے ایک قاری نے مجمع عام میں یہ آیت تلاوت کر دی،

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانهم و هموا باخراج الرسول وهم بدؤکم اول مرة اتخشونهم فالله احق ان تخشوه ان کنتم مؤمنین ٥ (توبہ)

''کیا تم لوگ اس قوم سے جنگ نہ کرو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول کو نکالنے کا ارادہ کر لیا حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو!

قاری نے ایسے پر درد لہجے میں اس آیت کو پڑھا کہ اہل مدینہ کے قلوب میں محبت رسول کے جوش وخروش کا ایک آتش فشاں پھٹ پڑا اور لوگ غیظ وغضب میں بھر کر اتنے جوش اور طیش میں آگئے کہ ابو الفتوح اور اس کے ہمراہیوں کی بوٹی بوٹی کاٹ ڈالنے کا عزم بالجزم کر لیا اور اس رات میں اچانک ایسی خوفناک آندھی آئی کہ اونٹ مع پالان کے اور گھوڑے مع زین اور سوار کے گیند کی طرح زمین پر لڑھکتے ہوئے نظر آنے لگے۔ یہ قدرتی مناظر دیکھ کر ابو الفتوح کے دل میں ایسا خوف و ہراس طاری ہوا کہ وہ مارے دہشت کے بید کی طرح لرزنے اور کانپنے لگا اور قسم کھا کھا کر یہ اعلان کرنے لگا کہ اگر بادشاہ مصر میرا سر بھی کاٹ لے پھر بھی اس ملعون منصوبہ پر ہرگز ہرگز کبھی عمل نہیں کروں گا۔ یہ سن کر اہل مدینہ کا جوش ٹھنڈا ہوا اور اپنی جان بچا کر مصر چلا گیا اور بادشاہ کو اتنا خوف دلایا کہ اس کے ہوش اڑ گئے اور وہ اس منصوبہ سے تائب ہو گیا۔ (روحانی حکایات ص ۱۵/۲ بحوالہ جذب القلوب ۱۲۶)

چالیس حلبی زندہ درگور

''محب طبری نے اپنی کتاب ''الریاض النضرہ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ ''حلب'' کے کچھ رافضیوں نے لاکھوں اشرفیوں کی رقم اور بے شمار تحفہ امیر مدینہ کی خدمت میں رشوت کے طور پر اس مقصد کے لئے پیش کیا کہ وہ انہیں مسجد نبوی میں رات بھر رہنے اور روضہ مبارکہ میں نقب لگا کر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے مبارک جسموں کو قبر انور سے نکال کر لے جانے کی اجازت دے دے۔ رشوت خور بدکار امیر لالچ کا شکار ہو گیا اور ان خونخوار درندوں کو مسجد نبوی میں رات بھر رہنے اور اپنا منصوبہ پورا کر لینے کی اجازت دیدی اور مسجد نبوی کے شیخ الخدام شمس الدین صواب کو حکم دیدیا کہ جس وقت رات میں ان روافض کا گروہ مسجد نبوی میں داخل ہونا چاہے ان کے لئے دروازے کھول دینا ''شمس الدین صواب'' کا بیان ہے کہ آدھی رات کو چالیس آدمیوں کا گروہ کدال پھاوڑے اور دوسرے کھدائی کے آلات وسامان سے مسلح ہو کر مسجد نبوی میں داخل ہوا اور میں مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر رونے لگا مگر اپنے مولا کی شان کے قربان کہ جیسے ہی یہ مردود لوگ ''منبر شریف'' کے قریب پہنچے ایک دم سب کے سب زمین میں دھنسنے لگے یہاں تک کہ سب زندہ درگور ہو گئے، دو تہائی رات گزرنے کے بعد امیر مدینہ نے مجھے طلب کر کے ان لوگوں کا حال پوچھا تو میں نے آنکھوں دیکھا ماجرا عرض کر دیا کہ وہ سب لوگ زمین میں دھنس گئے۔ امیر مدینہ نے مجھے ڈانٹ کر کہا کہ تم پاگل اور دیوانے ہو گئے ہو۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ پتھر کے فرش میں چالیس آدمی زمین کے اندر دھنس جائیں! میں نے عرض کیا کہ امیر خود چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ابھی تک ان لوگوں کے زمین میں دھنس جانے کا نشان باقی ہے اور ابھی تک ان کے کچھ لباس وغیرہ زمین میں

دھنسے ہوئے نظر آرہے ہیں، یہ سن کر امیر مدینہ سناٹے میں آگیا اور کہنے لگا کہ خبردار! ہرگز ہرگز تم اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا ورنہ میں تلوار سے تمہارا سر اڑا دوں گا۔ (روحانی حکایات ص ۱۴۲ ۱۴۲ بحوالہ جذب القلوب ص ۱۳۷)

گستاخ کے سر پر پتھر

۹۱ھ میں اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم سے مدینہ منورہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے قبر انور کے حجرہ کی دیواروں کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ دیوار گرتے ہی قبر انور نظر آنے لگی۔ ایک رومی معمار جو نصرانی تھا اس نے یہ دیکھ کر اس وقت مسجد میں کوئی مسلمان موجود نہیں ہے، اپنے نصرانی ساتھیوں سے کہا کہ میں پیغمبر اسلام کی قبر کی توہین کروں گا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کو اس ناپاک ارادہ سے ہر چند منع کیا مگر وہ ملعون نہیں مانا، لیکن ابھی وہ اس رادۂ بد سے چلا ہی تھا کہ اوپر سے ایک پتھر اس کے سر پر گرا اور اس کا بھیجا پاش پاش ہو کر بکھر گیا، یہ معجزہ دیکھ کر بہت سے نصرانی معمار اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گئے (روحانی حکایات ۲۰ بحوالہ وفا الوفا ۲/ ۵۱۹)

قبر میں شاعری

امام عمر نسفی ''تفسیر تیسیر'' اور منظومہ فی الفقہ'' کے مصنف جو ''مدرس الثقلین'' کے لقب سے مشہور ہیں جن کی درس گاہ میں انسان اور جن دونوں تعلیم حاصل کرتے تھے، ان کی وفات کے بعد ایک بزرگ خواب میں ان کی زیارت سے مشرف ہوئے تو دریافت کیا کہ ''منکر نکیر'' کے جواب میں آپ کا کیا حال رہا، تو انہوں نے فرمایا کہ منکر نکیر میری قبر میں سوال کے لئے آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ تمہارے سوالوں کا جواب نثر میں دوں یا نظم میں؟ انھوں نے فرمایا کہ نظم میں تو میں نے فوراً یہ دو شعر پڑھ دیئے۔

ربی اللہ لا الہ سواہ

ونبی محمد مصطفاہ

ترجمہ: میرا رب اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں جو خدا کے برگزیدہ ہیں۔

دینی الا سلام و فعلی ذمیم

اسأل اللہ عفوہ و عطاہ

ترجمہ: میرا دین اسلام ہے، اور میرا عمل برا ہے، میں اللہ تعالیٰ سے اس کے عفو اور اسکی عطا کا سائل ہوں۔

یہ بزرگ خواب سے بیدار ہوئے تو یہ دونوں شعر اُن کو یاد ہو گئے تھے۔ (روحانی حکایات ۲/۲۶)

قبر قبلہ حاجات

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک سال بصرہ میں بالکل بارش نہیں ہوئی اور شدید قحط پڑ گیا۔ کئی بار لوگ نماز استسقاء بھی پڑھ چکے لیکن دعا کی مقبولیت کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ پھر میں اور عطا سلمی اور ثابت بنانی اور یحیٰی بکاء اور محمد بن واسع، اور ابو محمد سختیانی وغیرہ بہت سے صالحین اور مکتبوں کے بچے نماز استسقاء اور دعا خوانی کے لئے عید گاہ میں نکلے مگر دو پہر تک دعا کا کچھ بھی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ صرف میں اور ثابت بنانی عیدہ گاہ میں رہ گئے اور رات کا اندھیرا ہو گیا۔ اتنے میں ایک غلام حبشی، اون کا جبہ پہنے ہوئے عید گاہ میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اس نے اس طرح دعا مانگی کہ الٰہی! تو کب تک اپنے بندوں کو اپنے در سے نامراد واپس کرتا رہے گا؟ کیا تیرے خزانوں میں کچھ کمی آ گئی ہے؟ یا اللہ میں تجھ کو اس محبت کی قسم ... تو تجھ ... کہ تو ابھی ابھی فوراً بارش

بھیج دے۔ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی ایسی موسلا دھار بارش شروع ہوگئی کہ گویا آسمان نے اپنے مشکوں کے منہ کھول دیئے، میں فوراً ہی اس غلام کے پاس پہنچا اور میں نے اس سے کہا کہ تجھے ان کلمات کے کہنے سے شرم نہیں آئی؟ تجھے کیا معلوم کہ خداوند تعالیٰ کو تیری ذات سے محبت ہے؟ اس غلام نے کہا کہ اجی تم میرے سامنے سے ہٹ جاؤ، اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو وہ مجھے پیدا کیوں فرماتا؟ بلاشبہ اس کو مجھ سے محبت ہے اور مجھ کو اس سے محبت ہے لیکن میری محبت ایسی ہے جو اس کی شان کے لائق ہے، مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے اس کے کلمات وکرامات سے متاثر ہوکر اس کے مالک سے اس کو بیس درہم میں خرید لیا اور اپنے گھر لایا، جب میں نے اس کا نام دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میرا نام ''میمون'' ہے، پھر وہ غلام مجھ سے کہنے لگا کہ اے میرے مولیٰ آپ نے کس لئے مجھے خریدا ہے؟ میں تو کسی مخلوق کی خدمت کے لائق نہیں ہوں، میں نے کہا کہ اے میرے آقا! میں نے آپ کو اس لئے نہیں خریدا ہے کہ آپ میری خدمت کریں بلکہ میں نے تو آپ کو اس لئے خریدا ہے کہ میں آپ کی خدمت کرسکوں۔ اس نے کہا کہ یہ کس لئے؟ میں نے کہا کہ کیا آپ سے کل میری عیدگاہ میں ملاقات نہیں ہوئی تھی؟ غلام نے چونک کر کہا کہ کیا آپ نے مجھے نماز پڑھتے اور دعا مانگتے ہوئے دیکھ لیا تھا؟ میں نے کہا کہ جی ہاں! میں نے ہی آپ سے کچھ سوال وجواب بھی کیا تھا، یہ سن کر وہ غلام ایک دم مسجد کی جانب چل پڑا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ کہنے لگا کہ الٰہی! میرے اور تیرے درمیان ایک راز تھا جس کو تو نے غیر پر ظاہر فرما دیا تو میں تجھ کو قسم دلاتا ہوں کہ اب زندگی میں میرے لئے کوئی لطف اور مزہ نہیں ہے لہٰذا تو ابھی ابھی فوراً ہی مجھے وفات دے دے یہ کہہ کر وہ سجدے میں گر گیا اور پھر نہ اٹھا یا جب میں نے اس کے بدن کو

حرکت دینا چاہا تو وہ مردہ ہو کر بالکل ہی ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ اور اس کا سیاہ چہرہ اتنا روشن اور منور ہو گیا تھا کہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ پھر اچانک ایک جوان دروازے میں کفن لے کر آیا۔ سلام کیا، اور تعزیت کے کلمات کہہ کر کفن پیش کیا، ہم نے اتنا اچھا کفن نہیں دیکھا تھا، مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ ﴿ فبقبرہ نستسقی الان و نطلب الحوائج من الله تعالیٰ ﴾ یعنی آج تک ہم لوگ اس کی قبر مبارک کو وسیلہ بنا کر خداوند تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگتے اور اپنی حاجتیں طلب کرتے رہتے ہیں۔ (روحانی حکایات ۲/۱۳۹، بحوالہ مستطرف ا/۱۴۶)

...... ﴿ حیات جاودانی ﴾ ......

حضرت ابو بکر بن خیاط علیہ الرحمہ سے منقول ہے، انھوں نے بیان فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا میں قبرستان میں داخل ہوا ہوں اور تمام مردے اپنی اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان لوگوں کے سامنے پھول رکھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں اچانک میری نظر اٹھی تو میں نے دیکھا کہ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ بھی ان مردوں کے درمیان ٹہل رہے ہیں، میں نے انھیں پہچان کر ان سے دریافت کیا کہ اے ابو محفوظ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ کی تو وفات ہو چکی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کیا شک ہے کہ میرا انتقال ہو چکا ہے لیکن کیا تم نے یہ شعر نہیں سنا ہے، پھر انہوں نے یہ شعر پڑھ کر مجھے سنایا کہ ؎

موت التقیٰ حیاۃ لا نفا ولھا

قد مات قوم و ھم فی الناس احیا

"یعنی متقی کی موت ایسی زندگانی ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے، ایک قوم ایسی ہے کہ مرنے کے بعد بھی لوگوں میں زندہ ہے۔

حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ مشہور بزرگ ہیں اور علم و عمل کے

لحاظ سے اپنے دور کے عدیم المثال اور یکتا ومقدس ہستی ہیں۔ انتہائی مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت بزرگ ہیں اور زہد وترک دنیا میں بھی اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔آپ نے اپنے مرض الموت میں یہ وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو تم لوگ میرے اس کرتے کو بھی صدقہ کردینا، میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ننگے بدن دنیا میں آیا تھا اسی طرح ننگے بدن دنیا سے جاؤں، (روحانی حکایات ۱۶۴/۲، بحوالہ مستطرف ۱۴۲/۱)

ایک سخی کی قبر

چند عرب ایک سخی کی قبر کی زیارت کیلئے گئے اور قبر کے پاس ہی رات کو سو گئے، ایک شخص نے رات میں یہ خواب دیکھا کہ صاحب قبر اس سے فرمارہے ہیں کہ کیا تم اپنا اونٹ میری اونٹنی کے بدلے بیچو گے؟ اس نے کہہ دیا کہ جی ہاں، چنانچہ سودا طے ہوگیا اور بیع مکمل ہوگئی، پھر صاحب قبر نے میرے اونٹ کو ذبح کردیا، ایسا خواب دیکھ کر یہ شخص چونک کر اٹھ بیٹھا، تو کیا دیکھتا ہے کہ واقعی اس کا اونٹ ذبح کیا ہوا پڑا ہے اور تازہ تازہ خون بہہ رہا ہے چنانچہ اس شخص نے اٹھ کر اونٹ کی کھال اتاری اور گوشت پکایا اور سب ساتھیوں نے شکم سیر ہوکر کھایا، پھر دوسرے دن جب یہ قافلہ روانہ ہوا تو راستے میں ایک شتر سوار ملا اور اس نے خواب دیکھنے والے کا نام پکارا کہ تم میں فلاں بن فلاں کون شخص ہے، خواب دیکھنے والے نے کہا کہ وہ میں ہوں، اس نے کہا کہ فلاں شخص کے ہاتھ تم نے اپنا اونٹ ایک اونٹنی کے بدلے بیچا ہے؟ یہ سن کر خواب دیکھنے والے نے اپنا پورا پورا خواب بیان کردیا تو شتر سوار نے کہا کہ لیجئے صاحب قبر کی یہ اونٹنی ہے جس کے بدلے اس نے تم سے تمہارا اونٹ خریدا ہے، میں اسی صاحب قبر کا بیٹا ہوں، اس نے مجھے خواب میں یہ فرمائش کی ہے کہ میں نے فلاں فلاں کے ہاتھ اونٹنی اس کے ایک اونٹ کے بدلے فروخت کردی ہے اور میں نے اس اونٹ کو ذبح کرکے اس کی اور اس کے ساتھیوں

کی دعوت کر دی ہے، لہذا اگر تم میرے بیٹے ہو تو فوراً میری اونٹنی اس شخص کو دے دو، چنانچہ میں یہ اونٹنی لے کر تمہاری تلاش میں نکلا ہوں، (روحانی حکایات ۲/۱۶۵)

فوت شدہ کا کلام

حضرت ربعی بن حراش سے روایت کی گئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب میں گھر میں پہنچا تو مجھے اطلاع ملی کہ میرا بھائی مر گیا ہے میں دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ اسے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا ہے تو میں اس کے سرہانے کھڑا ہو کر استغفار اور استرجاع میں مصروف تھا کہ اس نے اچانک کپڑا اٹھا کر کہا کہ السلام علیکم، تو ہم نے کہا وعلیکم السلام، سبحان اللہ تو اس نے بھی کہا کہ سبحان اللہ، میں تم سے جدا ہو کر خدا کی بارگاہ میں پہنچا۔ یہاں میں نے اپنے رب سے ملاقات کی جو مجھ سے راضی تھا۔ اس نے مجھ کو حریر، سندس اور استبرق کے لباس پہنائے اور میں نے معاملہ اس سے آسان پایا جتنا کہ تم سمجھتے تھے۔ اب دیر نہ کرو کہ میں نے خدا تعالی سے اجازت چاہی تھی کہ تم کو بشارت دینے آؤں، جلدی کرو اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے چلو کیونکہ انہوں نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میری واپسی تک میرا انتظار فرمائیں گے۔ پھر یہ کہہ کر وہ حسب معمول مر گیا، (ابن ابی شیبہ)

حضرت ربعی کا واقعہ

حضرت ربعی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے اور میرا بھائی ربیع ہم سے زائد پابند صوم وصلوٰۃ تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ ہم لوگ اس کے اردگرد تھے کہ اچانک اس نے کپڑا اٹھا کر کہا السلام علیکم، ہم نے کہا کہ وعلیکم السلام، کیا موت کے بعد بھی، اس نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد اپنے راضی اور خوش اللہ سے ملاقات کی تو اس نے مجھ کو اپنی رحمت عطا کی اور استبرق کا لباس زیب تن کرایا۔ سنو! ابو القاسم (محمد ﷺ) نماز کے لیے میرے منتظر ہیں جلدی کرو۔ پھر وہ یہ کہہ کر

حسب معمول خاموش ہو گئے۔ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچ گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے، میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد بھی کلام کرے گا۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ بیہقی نے اس حدیث کو ''دلائل النبوۃ'' میں ذکر کیا اور کہا کہ یہ صحیح ہے اور اس کی صحت میں کچھ شک نہیں۔ (شرح الصدور ص ۷۱ بحوالہ ابونعیم)

سورہ سجدہ کا انعام

حضرت ابان بن ابی عیاش سے روایت ہے کہ مورق عجلی کی وفات کے وقت ہم موجود تھے۔ جب ان کو کفن پہنا دیا گیا تو ہم نے دیکھا کہ ان کے سر سے ایک نور نکلا ہے جو چھت کو چیر کر نکل گیا ہے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ایسا ہی ایک نور پیروں کی طرف سے نکلا ہے، پھر ایک درمیان سے نکلا تو ہم تھوڑی دیر ٹھہر گئے۔ پھر انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا کر کہا ''کیا تم نے کچھ دیکھا؟'' ہم نے کہا ہاں۔ اور جو دیکھا تھا بتا دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سورہ سجدہ ہے جو میں ہر رات پڑھتا تھا اور جو نور تم نے میرے سر سے نکلتا ہوا دیکھا یہ اس کی ابتدا کی چودہ آیتیں ہیں، اور جو تم نے قدموں کی طرف دیکھا یہ اس سورت کی آخری چودہ آیات کا نور تھا۔ اور جو تم نے درمیان دیکھا، یہ خود سورہ سجدہ تھی۔ یہ اوپر شفاعت کرنے کے لئے گئی اور سورہ تبارک میری شفاعت و حفاظت کو بچ رہی۔ یہ کہہ کر پھر خاموش ہو گئے۔ (شرح الصدور ص ۷۱)

قبر میں پیغام بشارت

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ مومن کو اس کے بچے کے نیک ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے تا کہ اسے خوشی ہو۔ حضرت ضحاک سے روایت ہے کہ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، دنیا سے

کسی کا بھی جانبر نکلنا حرام ہے جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الاخرۃ کے معنی کیا ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فی الحیوٰۃ الدنیا کے معنی ہیں وہ اچھے خواب جو مسلمان دیکھ کر خوش ہوتا ہے، اور فی الاخرۃ سے مراد وہ بشارت ہے جو موت کے وقت انسان کو دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا اور اس کو بھی جو تجھ کو اٹھا کر تیری قبر تک لایا۔ (کتاب القبور لابن ابی الدنیا)

روحوں کا میل ملاپ

حضرت محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں جابر بن عبداللہ کی وفات کے وقت ان کے قریب گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں میرا اسلام پہنچا دینا۔

۞...... بخاری نے اپنی تاریخ میں خالدہ بنت عبداللہ بن انیس سے روایت کی کہ ام البنین بنت ابی قتادہ اپنے والد کی وفات کے پندرہ روز بعد عبداللہ بن انیس کے پاس آئیں۔ وہ بیمار تھے۔ ان سے کہا کہ اے چچا! میرے باپ کو میرا اسلام پہنچا دینا (ابن ماجہ)

۞...... حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ جنت آفتاب کے سینگوں سے لٹکی ہوئی ہے، سال میں ایک مرتبہ کھولی جاتی ہے۔ اور مومنین کی ارواح پرندوں کے پوٹوں میں ہیں وہ ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور جنت کے میووں سے ان کو رزق ملتا ہے (ابن ابی شیبہ)

۞...... حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو مسلمانوں کی روحیں ایک دن کی مسافت سے دیکھ کر ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں، خواہ زندگی میں انہوں نے ایک دوسرے کو نہ دیکھا ہو۔ (احمد، ترمذی)

۞...... حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے (مرفوعاً) کہ جب مومن کی موت آتی ہے وہ

عجیب عجیب چیزیں دیکھتا ہے اور پسند کرتا ہے کہ کاش یہیں اس کی روح نکل جائے۔ اور خدا اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جب مومن کی روح آسمان پر لے جائی جاتی ہے تو مومنین کی روحیں اس کے پاس آ کر اپنے جان پہچان کے آدمیوں کے بارے میں اس سے پوچھتی ہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ فلاں کو دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو یہ بات ان کو عجیب معلوم ہوتی ہے اور جب وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص مر چکا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس نہیں آیا۔ آدم بن ابی یاس نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ، جب مومن مرتا ہے تو اس کی ملاقات دوسری روحوں سے ہوتی ہے اور وہ روحیں دنیا والوں کے بارے میں اس سے پوچھتی ہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص تو مجھ سے بھی پہلے مر چکا ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اس کو ہاویہ (جہنم کا نام) میں لے گئے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے اور اس میں جانے والا بھی۔ (بزار)

✿ ...... حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ، جب کوئی مرتا ہے تو اس کا بچہ اس کا استقبال کرتا ہے جیسے کہ غائب کا استقبال کیا جاتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

✿ ...... حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب اس کا استقبال کرتے ہیں، تو وہ آپس میں مل کر اس سے زائد خوش ہوتے ہیں جتنا کہ کسی کے آنے سے خوش ہوتے ہیں۔ (ابن ابی الدنیا)

✿ ...... حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے، قبر والے میت سے اس طرح ملتے ہیں جس طرح کسی سوار سے لوگ ملاقات کرتے ہیں، جب وہ ایسے شخص کے بارے میں سوال کرتے ہیں جو اس شخص سے پہلے ہی مر چکا ہے تو یہ شخص کہتا ہے کہ کیا وہ ابھی تک تمہارے پاس نہ پہنچا؟ تو وہ کہتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون، اس کو کسی دوسرے راہ پر لے جایا گیا ہے۔ اس کو ہاویہ میں لے گئے ہیں۔ (ابن ابی الدنیا)

۞...... حضرت صالح مری سے روایت ہے کہ مجھے حدیث پہنچی کہ مرنے کے بعد روحیں آپس میں ملاقات کرتی ہیں تو مردوں کی روحیں نئی روح سے دنیا کا حال دریافت کرتی ہیں اور یہ دریافت کرتی ہیں کہ تم لطیف جسم میں تھے یا خبیث میں؟ (ابن ابی الدنیا)

۞...... حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے، روحیں اس طرح حالات معلوم کرتی ہیں جس طرح آنے والے سوار سے معلوم کئے جاتے ہیں کہ، فلاں کا کیا حال ہے اور فلاں کا کیا؟ ثعلبی نے ابو ہریرہ کی حدیث سے اسی جیسی روایت کی، اس روایت کے آخر میں ہے کہ حتیٰ کہ وہ گھر والوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں اور گھر کی بلی تک کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول الارواح جنود مجندة فما تعارف منها استلف وما تنا کر منها اختلف کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ سونے والوں کی روحیں مردوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہیں۔ (ابن ابی الدنیا، شرح الصدور ص ۹۴، ۹۵)

۞...... حضرت عبید بن عمیر سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ اگر مجھ کو اپنے مردوں سے ملاقات کی امید نہ رہتی تو میں افسوس سے مر چکا ہوتا۔ (احمد)

۞...... حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت ہے کہ جب سفیان کے مرض میں زیادتی ہوئی تو وہ سخت گھبرانے لگے، مرحوم بن عبدالعزیز ان کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ کے بندے یہ گھبراہٹ کیسی؟ تم اپنے رب کی بارگاہ میں جا رہے ہو جس کی تم نے ساٹھ سال عبادت کی، نماز پڑھی اور روزے رکھے اور حج کئے، تم سوچو! اگر تمہارا کسی شخص پر احسان ہوتا تو کیا تم اس سے ملاقات کرنے میں خوشی محسوس نہ کرتے۔ یہ سن کر ان کا غم ہلکا ہوا۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما پر درد کی زیادتی ہوئی تو ان پر ایک شخص داخل ہوا اور کہا کہ ''اے ابو محمد! یہ گھبراہٹ کیسی؟ یہ تو صرف اتنی سی بات

ہے کہ تمہاری روح جسم سے جدا ہو رہی ہے۔اب تم اپنے باپ علی اور ماں فاطمہ اور دادا نبی ﷺ اور دادی خدیجہ اور چچا حمزہ وجعفر و علی اور ماموں قاسم، طیب، طاہر اور ابراہیم اور خالہ رقیہ، ام کلثوم اور زینب سے ملنے والے ہو۔یہ سن کران کی تکلیف دور ہوگئی۔(ابن عساکر)

...... اپنے دوستوں سے ملاقات ......

حضرت لیث بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص شام والوں میں سے شہید ہو گیا۔تو وہ ہر جمعہ کی رات کو خواب میں اپنے باپ کے پاس آتا اور ان سے گفتگو کرتا لیکن ایک جمعہ کی رات کو نہ آیا اور پھر دوسرے جمعہ آیا۔باپ نے اس سے شکایت کی کہ کیوں نہ آئے۔اس نے کہا وجہ یہ ہوئی کہ تمام شہداء کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے جنازہ میں شرکت کریں، یہ واقعہ ٹھیک عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے وقت واقع ہوا۔

...... حضرت علی سے روایت ہے کہ دو مومن دوست تھے اور دو کافر۔مومنوں میں سے اک مر گیا تو اسے جنت کی بشارت دی گئی اور اسے فوراً اپنے دوست کی یاد آئی تو اس نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ اے اللہ! میرا فلاں دوست مجھے تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت کا حکم دیتا تھا، نیکی کی رغبت دلاتا اور برائی سے روکتا تھا اور مجھے بتاتا تھا کہ مجھے تجھ سے ضرور ملنا ہے، تو اے اللہ! تو میرے بعد اس کو گمراہ نہ کرنا حتیٰ کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے اور تو اس سے اس طرح راضی ہونا جس طرح کہ تو مجھ سے راضی ہوا۔ اتنے میں دوسرا بھی مر جاتا ہے پھر وہ دونوں آپس میں ملتے ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کی تعریف کرو۔چنانچہ ہر ایک دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور کہتا کہ تم بہت ہی اچھے ہو اور بہت ہی اچھے مصاحب۔اور جب دو کافر دوستوں میں سے کوئی مرتا ہے اور اسے جہنم کی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اپنے دوست کو یاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ، اللہ میرا دوست مجھے تیری اور تیرے رسول کی نافرمانی کا حکم دیتا تھا، برائی کا حکم

کرتا تھا اور بھلائی سے روکتا تھا اور بتاتا تھا کہ مجھے تجھ سے کبھی ملنا نہیں تو اے خداوند تو اس کو میرے بعد ہدایت نہ دینا حتیٰ کہ وہ مجھ سے مل نہ جائے اور تو اس پر بھی اسی طرح ناراض ہونا کہ جس طرح تو مجھ سے ناراض ہوا۔ اتنے میں دوسرا بھی مرجاتا ہے، اور دونوں آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ہر ایک دوسرے کا حال بیان کر ڈالو، پھر ہر ایک کہتا ہے کہ تو برا ساتھی اور برا بھائی تھا۔ (شرح الصدور ص ۹۷ بحوالہ دلائل النبوۃ ص ۹۶)

قبر کا صاحبِ قبر سے خطاب......

ترمذی نے ابو سعید سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا لذتوں کے توڑنے والی چیز کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیا کرو۔ کیونکہ قبر ہر روز کلام کرتی ہے کہ میں تنہائی اور مسافری کا گھر ہوں، میں کیڑوں اور مٹی کا گھر ہوں۔ اور جب مومن دفن ہو جاتا ہے تو قبر مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ میری پشت پر چلنے پھرنے والوں میں سب سے زائد عزیز تھا اور اب تو مجھ میں سما گیا ہے تو اب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھ لے گا۔ پھر وہ قبر اس کے لئے کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جنت تک ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور جب کافر مردہ دفن ہوتا ہے تو قبر افسردگی کا اظہار کرتی ہے، اور کہتی ہے کہ تو میری پشت پر چلنے والوں میں میرے نزدیک سب سے برا تھا اور اب تو مجھ میں آ گیا تو اب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھ لے گا۔ اب وہ قبر اس پر بند ہو جاتی ہے اور اس کی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف نکل جاتی ہیں۔ راوی نے کہا کہ حضور ﷺ نے اپنی بعض انگلیوں کو بعض میں ڈال کر عملی طور پر وہ منظر دکھایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ستر اژدھے مقرر فرما دیتا ہے ان میں اگر کوئی ایک بھی زمین پر ایک پھنکار مار دے تو وہ کبھی سبزہ نہ اگائے۔ ایسے اژدھے اسے کاٹیں گے یہاں تک کہ روز حساب آ جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور

یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۱۵)

قبر حد نگاہ تک کشادہ

ابن ابی الدنیا نے کتاب المختصرین میں ابو امامہ کے ساتھی ابو غالب سے روایت کیا کہ شام میں ایک شخص کی موت کا وقت آ گیا تو اس نے اپنے چچا سے کہا کہ اگر مجھ کو اللہ میری ماں کی طرف لوٹا دے تو بتائیے کہ وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ وہ کہنے لگے کہ بخدا وہ تم کو جنت میں داخل کر دے گی۔ تو اس شخص نے کہا کہ اللہ مجھ پر والدہ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ پھر اس نوجوان کا ان باتوں کے بعد وصال ہو گیا تو میں اس کے چچا کے ساتھ قبر میں داخل ہوتو اچانک ایک اینٹ گر پڑی تو اس کا چچا کود کر آگے بڑھا۔ پھر رک گیا۔ میں نے کہا، کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس کی قبر نور سے منور ہے اور جہاں تک میری نظر کی رسائی ہوئی وہاں تک کشادہ ہے۔

✿...... ابن ابی الدنیا نے محمد بن ابان سے روایت کیا اور انہوں نے حمید سے، انہوں نے کہا کہ میری ایک بھتیجی تھی، اور انہوں نے ایک حکایت بیان کی۔ لیکن انہوں نے یہ کہا کہ میں نے قبر میں جھانک کر دیکھا تو وہ میری حد نگاہ تک وسیع تھی، تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا تم کو بھی وہ نظر آیا جو مجھ کو نظر آیا تھا، انہوں نے کہا کہ ہاں، میں نے کہا کہ تم کو مبارک ہو۔ (شرح الصدور ص ۱۴۵)

ایک خوابِ مصطفٰی کے مناظر

بخاری اور بیہقی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کبھی کبھار اپنے صحابہ سے دریافت فرماتے، کیا تم میں کسی نے آج خواب دیکھا ہے تو ایک روز آپ نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو، میں ان کے ساتھ چلا وہ مجھ کو ایک مقدس مقام میں لے

آئے اور ہم نے دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہوا ہے اور اس کے سرہانے ایک شخص پتھر اٹھائے ہوئے ہے اور پے در پے پتھروں سے اس کے سر کو کچل رہا ہے۔ سر ہر مرتبہ کچلنے کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں نے ان فرشتوں سے کہا کہ سبحان اللہ، یہ کون ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ چنانچہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو گدی کے بل سو رہا تھا اور ایک شخص لوہے کا چمٹا لئے ہوئے اس پر کھڑا تھا اور وہ اس کی باچھیں ایک طرف سے پکڑ کر اس کی گدی کی طرف کھینچتا تھا اور اس کے نتھنے اور آنکھیں بھی گدی کی طرف اور پھر دوسری جانب سے بھی ایسا ہی کرتا تھا، ابھی ایک جانب سے وہ اپنا کام مکمل کر پاتا تھا کہ دوسری طرف ٹھیک ہو جاتی تھی۔ پھر وہ اسی کام میں لگ جاتا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ ہم آگے چل کر ایک تنور پر بیٹھے جس میں سے شور و غوغا کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم نے اندر جھانک کر دیکھا تو اس میں مرد اور عورت ننگے تھے۔ نیچے سے ان کی طرف شعلے لپکتے تھے۔ جب شعلے ان کی جانب بڑھتے تھے تو وہ شور و غوغا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں، کہا کہ آگے چلئے۔ ہم آگے چل کر خون کی نہر پر پہنچے، نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور کنارے پر ایک آدمی بہت سے پتھر لئے ہوئے کھڑا تھا۔ یہ تیرنے والا شخص اس کنارے والے شخص کے سامنے آ کر منہ پھاڑتا تھا تو یہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا تھا، پھر وہ کچھ دیر تیر کر واپس آتا تھا اور منہ کھولتا تھا اور یہ پھر اس کے منہ میں پتھر رکھ دیتا تھا۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ پھر ہم آگے چل کر ایک بدشکل سے آدمی کے پاس پہنچے، اس کے پاس آگ تھی وہ اس کے گرد چکر لگا رہا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ وہ کہنے لگے کہ آگے چلئے۔ پھر ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے، جس میں فصل بہار کا ہر پھول تھا اور باغ میں ایک شخص اس قدر لمبا تھا کہ اس کا سر آسمان سے لگتا تھا اور اس کے پاس کچھ بچے بھی تھے جن کو میں نے کبھی نہ

دیکھا تھا۔ وہ کہنے لگا آگے چلیئے، تو ہم ایک بہت وسیع باغ میں پہنچ گئے جس سے بڑا باغ آج تک میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اور نہ ہی کبھی اس سے خوبصورت باغ نظر کے سامنے سے گزارا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں چلیئے۔ ہم اس کے اندر داخل ہو کر ایک ایسے شہر میں پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ ہم نے شہر کے دروازے پر پہنچ کر اس کو کھلوایا۔ جب اندر داخل ہوئے تو وہاں کے لوگ کچھ عجیب ہی تھے، ان کا کچھ جسم تو خوبصورت تھا اور کچھ برا تھا۔ ان دو فرشتوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں داخل ہو جاؤ۔ سامنے ایک نہر تھی جس کا پانی دودھ کی مانند سپید تھا، وہ اس میں داخل ہو گئے جب واپس آئے تو ان کی بدصورتی خوبصورتی میں بدل چکی تھی۔ وہ دونوں فرشتے کہنے لگے۔ کہ یہ جنات عدن ہے اور یہ آپ کا مقام ہے۔ اب جو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک سپید محل بادل کی طرح تھا۔ میں نے ان سے کہا "بارک اللہ لکما" اب مجھ کو چھوڑ دو تا کہ میں اپنے محل میں چلا جاؤں تو وہ کہنے لگے کہ آپ داخل تو ہوں گے لیکن ابھی نہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ تمام چیزیں جو رات دیکھی تھیں ان کو تفصیل سے بیان کرو۔ انہوں نے کہا پہلا شخص جو آپ نے دیکھا تھا، وہ تھا جس نے قرآن پڑھ کر بھلا دیا تھا اور فرض نمازوں کے وقت سو جایا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوگا اور دوسرا شخص جھوٹا تھا اس کے ساتھ یہ برتاؤ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اور ننگے مرد اور عورتیں زانی اور زانیہ عورتیں تھیں اور نہر میں تیرنے والا سود خور تھا اور وہ آگ کے پاس گھومنے والا شخص مالک ہے جو جہنم پر مقرر ہے اور باغ میں کھڑا دراز قد شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے پاس کھڑے ہونے والے بچے وہ ہیں جو بچپن میں وفات پا گئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ان میں مشرکین کے بچے بھی شامل ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اور وہ لوگ جو آدھے خوبصورت اور آدھے بدصورت تھے وہ اچھے برے دونوں کام کرنے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا۔ اور میں جبریل ہوں اور یہ میرے ساتھی میکائیل ہیں۔ علماء کرام نے فرمایا کہ یہ خواب عذاب برزخ میں نص ہے کیونکہ انبیاء کرام کا خواب وحی الٰہی ہوا کرتا ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۵۷)

......﴿ احوال برزخ کا بیان ﴾......

بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حدیث اسراء میں ارشاد فرمایا کہ پھر میں ایسے مقام سے گزرا جہاں کچھ خوان رکھے تھے، جن میں بہترین گوشت تھا لیکن اس کے قریب کوئی نہ جاتا تھا اور سامنے ہی دوسرے خوانوں میں کچھ بوسیدہ گوشت رکھا ہوا تھا۔ جس کو بہت سے لوگ کھا رہے تھے۔ میں نے جبریل سے پوچھا کہ، یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام کی طرف آتے ہیں۔ پھر میں آگے بڑھا تو میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھڑے کی مانند بڑے تھے۔ جب ان میں سے کوئی کھڑا ہوتا تو فوراً گر پڑتا اور کہتا کہ اے میرے رب! قیامت قائم نہ کر۔ یہ لوگ قوم فرعون کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے ہیں، جب کوئی قوم گزرتی ہے تو ان کو روند ڈالتی ہے، وہ بارگاہ خداوندی میں گریہ وزاری کر رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ یہ آپ کی امت کے سود خور ہیں۔ پھر میں آگے بڑھا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اونٹوں کے سے ہونٹ والے ہیں، وہ اپنے منہ کھول کر آگ کھا رہے ہیں۔ پھر وہ آگ انکے نیچے سے نکل رہی ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ، یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔ پھر کچھ آگے چل کر دیکھا کہ کچھ عورتیں ہیں جن کے پستان لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ یہ زانیہ عورتیں ہیں۔ پھر میں آگے چلا تو دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے پہلوؤں پر سے گوشت کاٹا جا رہا ہے

اور کہا جا رہا ہے کہ "یہ اسی طرح کھا جس طرح تو اپنے بھائی کا گوشت کھاتا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگ غیبت اور عیب جوئی کرنے والے ہیں (شرح الصدور ص ۱۵۹)

......ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، معراج کی رات میں نے کچھ لوگ ایسے دیکھے جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز پڑھنے سے بوجھل ہوتے تھے۔ پھر میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے آگے اور پیچھے شرم گاہ پر کچھ چھتڑے لپٹے ہوئے ہیں، وہ زقوم اور کانٹے دار درخت اس طرح چر رہے ہیں، جیسے اونٹ، گائے، اور بیل چرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے صدقات ادا نہیں کرتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے پاس آیا جن کے پاس ایک ہانڈی میں کچھ پکا ہوا گوشت تھا اور دوسری ہانڈی میں کچا گوشت تھا تو انہوں نے پکا ہوا گوشت چھوڑ دیا اور کچا کھانے لگے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ یہ ان مردوں اور عورتوں کی مثال ہے جو پاک بیویوں اور شوہروں کے ہوتے ہوئے غیروں کے پاس رات گزارتے تھے۔ پھر ایک شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رہا تھا لیکن وہ اس سے اٹھ نہیں سکتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص وہ ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوں اور وہ ان کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر بھی مزید امانتیں لئے جاتا ہے۔ پھر ایسے لوگ دیکھے جن کی زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں وہ کہنے لگے کہ یہ فتنہ پھیلانے والے علماء ہیں (شرح الصدور ص ۱۴۰)

......ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی

رات میں ایسے لوگوں کے قریب سے گزرا جو لوہے کے ناخن رکھتے تھے۔ وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی عزت وآبرو لوٹ لیتے تھے۔ (ایضاً ص ۱۴۰)

۞...... ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں مرفوعاً حسن سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے صحابہ میں سے کسی کو گالی دیتا ہوا مرا، تو اللہ اس پر ایک جانور کو مسلط کردے گا جو اس کے گوشت کو کھائے گا اور وہ قیامت تک اسی مصیبت میں گرفتار رہے گا۔ (ایضاً ص ۱۴۰)

۞...... ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، طبرانی اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں، بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا، حضور اکرم ﷺ نے ایک روز نماز فجر کے بعد فرمایا کہ میں نے آج ایک خواب دیکھا ہے اور وہ سچ ہے تم اسے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ آج رات کو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک لمبے چوڑے پہاڑ کے پاس لے آیا اور مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھیے۔ میں نے کہا کہ میرے بس کی بات نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ چڑھیے تو، میں آسان کردوں گا۔ پھر میں اس پر چڑھنے لگا یہاں تک کہ ہم پہاڑ کے درمیانی حصے پر پہنچ گئے تو میں نے کچھ ایسے مرد اور عورتیں دیکھیں جن کے منہ چرے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ، وہ لوگ ہیں جو کہا کرتے تھے اور اس کو کرتے نہ تھے، پھر میں نے کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کی آنکھیں اور کان کیلوں سے ٹھکے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وہ دیکھتے ہیں، تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتے ہیں، جو تم نہیں سنتے۔ پھر میں نے کچھ ایسی عورتیں دیکھیں جن کے سرین لٹکے ہوئے اور سر جھکے ہوئے تھے۔ ان کے پستانوں کو سانپ ڈس رہے تھے، معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ یہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ پھر میں نے کچھ ایسے مرد اور عورتیں ملاحظہ کیں جن کی

سرنیں لٹکی ہوئی تھیں اور سر جھکے ہوئے تھے اور تھوڑا سا پانی چاٹ رہے تھے، دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے افطار کر لیتے ہیں۔ پھر میں نے کچھ لوگ دیکھے جو بہت بدصورت، بدلباس اور بے حد بدبودار تھے، دریافت کیا تو پتہ چلا کہ یہ زانی اور زانیہ عورتیں ہیں۔ پھر میں نے کچھ مردے دیکھے جو بہت پھولے ہوئے اور بدبودار تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حالت کفر میں مرے۔ پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ درختوں کے سایے تلے ہیں، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مسلمانوں کے مردے ہیں۔ پھر ہم آگے چلے تو دیکھا کہ کچھ لڑکے اور لڑکیاں دو نہروں کے درمیان کھیلنے میں مصروف ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ مومنین کی اولاد ہے، پھر ہم نے حسین چہرے، عمدہ کپڑے اور بہترین خوشبو والے انسان دیکھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ پتہ چلا کہ یہ صدیقین اور شہداء اور صالحین کی جماعت ہے۔ (ایضاً ص ۱۴۱)

علی مرتضیٰ کا قاتل

تمام بن محمد رازی نے کتاب الرہبان میں ذکر کیا اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا کہ عصمہ بن عباد نے کہا کہ میں کسی جنگل میں گھوم رہا تھا کہ میں نے ایک گرجا دیکھا۔ گرجا میں ایک محراب کے اندر ایک راہب تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے جس مقام پر سب سے زائد عجیب چیز دیکھی ہو وہ مجھ سے بیان کرو! وہ کہنے لگا سنئے! میں ایک روز یہاں تھا کہ میں نے ایک پرندہ جو سفید رنگ کا تھا اور شتر مرغ کے برابر تھا دیکھا۔ اس نے اس پتھر پر بیٹھ کر قے کر دی۔ اس میں سے ایک سر نمودار ہوا وہ جوں جوں قے کرتا رہا انسانی اعضاء نمودار ہوتے رہے اور بجلی کی سی سرعت کے ساتھ وہ ایک دوسرے سے جڑتے رہے یہاں تک کہ وہ مکمل آدمی بن گیا۔ اب جب اس نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو پرندہ

نے اس کے چونچ لگائی اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور پھر نگل گیا اور وہ کئی روز تک اس عمل میں مصروف رہا اور میرا یقین خدا کی قدرت پر بڑھ گیا اور میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ مار کر جلانے پر قادر ہے۔ ایک دن میں اس پرندے کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے پوچھا کہ اے پرندے! میں تجھے اس ذات کی قسم دے کر کہتا ہوں جس نے تجھ کو پیدا کیا اب جب وہ انسان مکمل ہو جائے تو اس کو باقی رہنے دینا تا کہ میں اس سے اس کے عمل کے بارے میں دریافت کر سکوں؟ تو پرندے نے بزبان فصیح عربی میں مجھ کو جواب دیا کہ میرے رب کے لئے ہی بادشاہت اور بقا ہے، ہر چیز فانی ہے، اور وہی باقی ہے، میں اس کا ایک فرشتہ ہوں میں اس پر مسلط کیا گیا ہوں تا کہ اس کے گناہ کی سزا دیتا ہوں۔ میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور دریافت کیا کہ، اسے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے انسان تیرا قصہ کیا ہے اور تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں عبدالرحمٰن بن ملجم ہوں حضرت علی کا قاتل۔ میرے مرنے کے بعد جب میری روح بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئی اس نے میرا نامہ اعمال مجھ کو دیا، جس میں میری پیدائش سے لے کر قتل علی تک ہر نیکی اور بدی لکھی ہوئی تھی۔ پھر اللہ نے اس فرشتے کو عذاب دینے کیلئے قیامت تک حکم دیا۔ یہ کہہ کر وہ چپ ہو گیا اور پرندے نے اس پر ٹھونگیں ماریں اور اس کو نگل کر، چلا گیا۔ (شرح الصدور ص ۱۴۴)

...... خون ریزی کا انجام ......

ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاشق بعد الموت میں اپنی سند سے عبداللہ نامی ایک شخص سے روایت کیا کہ وہ اور اس کی قوم کے چند اور افراد سمندری سفر پر روانہ ہوئے، اتفاقاً چند روز تک سمندری راستہ ان پر تاریک رہا۔ چند دن بعد روشنی ہوئی تو ایک بستی آ گئی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں پانی کی تلاش میں روانہ ہوا تو بستی کے دروازے بند تھے۔ میں نے بہ[illegible]ی اثناء میں دو شہسوار ظاہر

ہوئے ان میں سے ہر ایک کے نیچے ایک سفید چادر تھی۔ وہ کہنے لگے کہ اے عبداللہ اس گلی میں داخل ہو جاؤ تو تم ایک مومن کے پاس پہنچ جاؤ گے، حوض میں سے پانی لے لینا اور وہاں کے منظر کو دیکھ کر خوف زدہ نہ ہونا۔ میں نے ان سے ان بند دروازوں کے بارے میں سوال کیا جن میں ہوائیں چل رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ مردوں کی روحیں ہیں۔ میں حوض پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص منہ کے بل پانی پر لٹکا ہوا ہے اور اپنے ہاتھ سے پانی لینا چاہتا ہے لیکن ناکام ہو جاتا ہے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا کہ، اے عبداللہ! مجھے پانی پلاؤ۔ میں نے برتن پکڑ کر پانی میں ڈبو دیا تاکہ اسے پانی پلادوں مگر کسی نے میرے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے بندہ خدا تو نے دیکھ لیا کہ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی کہ تجھ کو پانی پلاؤں، لیکن میرا ہاتھ پکڑا گیا، تو مجھے اپنی داستان سنا۔ وہ کہنے لگے کہ میں آدم علیہ السلام کا بیٹا ہوں۔ جس نے دنیا میں سب سے پہلے خون ریزی کی تھی،

ابو نعیم نے اپنی سند سے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ، ایک شخص کشتی میں جا رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی تو وہ ایک تختہ سے چمٹ گیا۔ تختہ نے اس کو ایک ایسے مقام پر جا پھینکا جو جزیرہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ پانی ایک وادی کی طرف جا رہا ہے، یہ بھی پانی کی سمت پر چلا آیا۔ آخر میں نے دیکھا کہ ایک شخص کو زنجیروں سے جکڑ کر پانی میں لٹکایا ہوا ہے لیکن اس کا منہ باوجود سخت کوشش کے پانی تک نہیں پہنچتا۔ وہ مجھ سے درخواست کرنے لگا کہ مجھے پانی پلایئے۔ میں نے کہا کہ تیری حالت ایسی کیوں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں آدم علیہ السلام کا بیٹا ہوں، سب سے پہلے میں نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔ اب جو کوئی بھی قتل کرتا ہے تو مجھے ضرور سزا ملتی ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۴۷)

قبر میں آگ کے انگارے

ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں اپنی سند سے روایت کیا کہ ابو سنان نے کہا کہ میں ایک شخص کے پاس اس کے بھائی کی تعزیت کو گیا تو دیکھا کہ وہ بہت پریشان ہے۔ دریافت کرنے پر بتایا کہ جب میں اسے دفن کر کے فارغ ہوا تو میں نے قبر سے کراہنے کی آواز سنی۔ میں نے جلدی سے قبر کو کھولا تو مجھے کسی نے آواز دی کہ اے بندۂ خدا قبر کو نہ کھود۔ چنانچہ میں نے پھر مٹی اسی طرح ڈال دی۔ ابھی تھوڑی دور ہی جانے پایا تھا کہ پھر وہی آواز آئی۔ پھر میں نے آ کر تھوڑی سی مٹی ہٹائی، لیکن آواز آئی کہ اے بندہ خدا قبر کو نہ کھود۔ پھر جب واپس آنے لگا تو وہی آواز آئی۔ میں نے کہا بخدا اب ضرور کھودوں گا۔ اب جو میں نے قبر کھود کر دیکھی تو اس کی گردن میں آگ کا ہار پڑا تھا اور تمام قبر آگ سے روشن تھی۔ میں نے چاہا کہ وہ ہار اس کی گردن سے ہٹا دوں۔ پھر میں نے اس پر اپنا ہاتھ مارا تو میری انگلیاں جل کر خاکستر ہو گئیں۔ اس نے ہمیں اپنا ہاتھ دکھایا تو اس کی چار انگلیاں غائب تھیں۔ میں نے اوزاعی سے یہ تمام ماجرا کہا اور اعتراض کیا کہ یہودی، نصرانی اور مجوسی مرتے ہیں تو ان کا یہ حال نہیں دیکھا جاتا اور گنہگار مسلمان کا یہ حال ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ، ان کے جہنمی ہونے میں تو کوئی شک نہیں، لیکن اہل توحید کو یہ حالت دکھائی جاتی ہے تاکہ وہ عبرت حاصل کریں۔ (شرح الصدور ص ۱۴۸)

گردن میں سانپوں کی مالا

حافظ ابو محمد خلال نے کتاب کرامات الاولیاء میں اپنی سند سے روایت کی کہ مجھ سے عبداللہ بن ہاشم نے کہا کہ میں ایک میت کو نہلانے گیا، جب میں نے اس کے جسم سے کپڑا کھولا تو اس کی گردن میں سانپ لپٹے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو اس پر مسلط کیا گیا ہے اور غسل دینا ہار ہے یہاں مسنون ہے تو اگر آپ اجازت دیں تو

ہم اس کو غسل دے دیں اور پھر آپ اپنی جگہ واپس آ جائیں، تو وہ سانپ ہٹ کر ایک کونے میں چلے گئے۔ اور جب ہم غسل سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی جگہ واپس آ گئے۔ یہ شخص بے دینی میں مشہور تھا۔ (شرح الصدور ص ۱۶۸)

اندھے کفن چور کی داستان

حافظ شرف الدین دساطی نے ابو اسحاق ابراہیم سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اندھا کفن چور تھا۔ لوگوں سے بھیک مانگتا تھا اور کہتا تھا جو مجھے کچھ دے گا میں اسے ایک عجیب بات سناؤں گا اور جو زائد دے گا اسے میں عجیب چیز دکھاؤں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ کسی نے اس کو کچھ دیا تو میں پاس کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی آنکھیں دکھائیں، میں نے دیکھا تو وہ گدی تک دھنسی ہوئی تھیں، اس کے منہ سے گدی کے پیچھے کا منظر نظر آتا تھا۔ پھر اس نے بتایا کہ میں اپنے شہر کا کفن چور تھا اور لوگ مجھ سے ڈرتے تھے۔ میں کسی کی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اتفاقاً قاضی شہر بیمار پڑ گیا اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو اس نے سو دینار میرے پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ میں اپنی پردہ داری، ان سو دیناروں کے عوض خریدنا چاہتا ہوں۔ میں نے وہ لے لئے۔ پھر اتفاقاً وہ صحت یاب ہو گیا اور پھر بیمار ہو کر انتقال کر گیا۔ میں نے کہا کہ وہ عطیہ تو پہلے مرض کا تھا۔ اس لئے میں نے اس کی قبر کھودی تو قبر میں عذاب کے آثار تھے اور قاضی پراگندہ بال سرخ آنکھوں سے بیٹھا ہوا ہے، اچانک میں نے اپنے گھٹنوں میں درد محسوس کیا اور کسی نے میری آنکھوں میں انگلیاں ڈال کر مجھے اندھا کر دیا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن! تو اللہ کے بھیدوں پر کیوں مطلع ہوتا ہے (شرح الصدور ص ۱۷۱)

قبر میں قرآن کی تلاوت

ابو نعیم نے یوسف سے انہوں نے عطیہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے

ثابت کو حمید طویل سے کہتے ہوئے سنا کہ اے حمید! کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث معلوم ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ انبیاء کے علاوہ دیگر لوگ بھی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا، اے اللہ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو ثابت کو ضرور دینا۔" جبیر کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ثابت بنانی کو قبر میں اتارا تو میرے ساتھ حمید بھی تھے۔ جب ہم اینٹیں رکھ چکے تو اچانک ایک اینٹ گر پڑی اور میں نے ثابت کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی دعا رد نہ فرمائی۔ ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور ابونعیم نے ابراہیم بن صمہ مہلبی سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے صبح کے وقت قلعہ کے قریب سے گزرنے والوں نے بتایا کہ جب ہم ثابت بنانی کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو قرآن پڑھنے کی آواز آتی ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۷۹)

اچھے کفن کی ضرورت

ابن ابی الدنیا نے کتاب المنامات میں اپنی سند سے راشد بن سعد سے روایت کیا، ایک شخص کی بیوی فوت ہوگئی تو اس نے خواب میں بہت سی عورتیں دیکھیں لیکن اس کی بیوی ان میں نہ تھی، اس نے اس عورت کے نہ آنے کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگیں کہ، تم نے اس کے کفن میں کوتاہی کی ہے، اس لئے وہ اب آنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ وہ شخص بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کسی ثقہ آدمی کا خیال رکھنا۔ اتفاقاً ایک انصاری کی موت کا وقت آ گیا اس نے انصاری سے کہا کہ میں اپنی بیوی کا کفن دینا چاہتا ہوں۔ انصاری نے کہا کہ اگر مردہ مردے کو پہچان سکتا ہے تو میں پہنچا دوں گا۔ چنانچہ یہ شخص دو زعفرانی رنگ کے کپڑے لایا اور انصاری کے کفن میں رکھ دیئے۔ اب جو اس نے خواب میں دیکھا تو وہ عورت وہ کپڑے پہنے کھڑی ہے۔ یہ

حدیث اگر چہ مرسل ہے لیکن اس کی اسناد میں کچھ حرج نہیں۔ (شرح الصدور۔ص ۱۸۳)

اہل قبور کی باتیں

رسالہ قشیری میں ہے کہ، ایک کفن چور تھا۔ ایک عورت کا انتقال ہو گیا، وہ اس کے جنازہ کی نماز میں شامل ہوا تاکہ ساتھ جا کر اس کی قبر کا پتہ لگائے۔ جب رات ہو گئی تو اس نے بڑھیا کی قبر کو کھودنا شروع کیا، تو وہ عورت بول اٹھی کہ مغفرت کر دی اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی اور تو بھی ان میں شریک تھا۔ یہ سن کر اس نے قبر پر فوراً مٹی ڈال دی اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔

اسی رسالہ میں ہے کہ ابراہیم بن شیبان نے فرمایا کہ ایک اچھا نوجوان میرا ساتھی بنا اور جلد ہی اس کا انتقال ہو گیا تو مجھے بہت رنج ہوا، اس کے غسل دینے کا بہ نفس نفیس ارادہ کر لیا تو میں نے دہشت کی وجہ سے اس کے الٹی طرف سے نہلانا شروع کیا، اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اور مجھے دایاں حصہ دیا۔ میں نے کہا کہ اے بیٹے! تو حق پر ہے اور غلطی پر میں ہی تھا۔ اسی رسالہ میں ابو یعقوب سوسی سے روایت ہے کہ میں نے ایک مردہ کو غسل دیا تو اس نے میرے انگوٹھے کو پکڑ لیا۔ میں نے اس سے کہا اے بیٹا میرے انگوٹھے کو چھوڑ دو کیونکہ مجھے علم ہے کہ یہ موت نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ انتقال کرنا ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۹۷)

خوش نصیب بوڑھا

ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں یونس بن ابی فرات سے روایت کیا ایک شخص کی قبر کھود کر اس کے سایے میں بیٹھ گیا، اتنے میں تیز ہوا چلی تو وہ لیٹ گیا۔ اس نے قریب ہی دیکھا کہ ایک چھوٹا سا سوراخ ہے۔ اس نے اپنی انگلی سے اس کو وسیع کیا تو اس میں ایک قبر تھی اور دور تک کشادہ تھی اور اس میں ایک بوڑھا خضاب لگائے بیٹھا تھا۔ ایسا

معلوم ہوتا تھا کہ کنگھی کرنے والوں نے ابھی اس سے ہاتھ اٹھائے ہیں۔ ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں عطاف بن خالد سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا کہ میری خالہ نے مجھ کو بتایا کہ ایک روز میں شہداء کے قبرستان میں گئی اور یہ میرا معمول تھا۔ میں سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ٹھہری اور نماز ادا کی، وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے کہا کہ السلام علیکم! تو میں نے سلام کے جواب کی آواز سنی۔ اور مجھ کو اتنا یقین ہے جتنا کہ اس بات کا کہ اللہ نے مجھ کو پیدا کیا یا رات اور دن کے وجود کا۔ یہ حالت دیکھ کر میرا بال بال لرز گیا۔ (شرح الصدور ص ۲۰۰)

عمیر بن حباب کا واقعہ

ابن عساکر نے اپنی سند سے عمیر بن حباب سلمی سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے آٹھ ساتھیوں کو بنو امیہ کے زمانے میں رومیوں نے قید کر لیا۔ بادشاہ روم نے میرے آٹھ ساتھیوں کے سر قلم کرا دیئے پھر مجھے قتل کیے جانے کے لئے پیش کیا گیا تو ایک رومی سردار اٹھا اور اس نے بادشاہ کے پاؤں چوم کر مجھے آزاد کرا دیا اور مجھے اپنے گھر لے گیا وہاں جا کر اس نے مجھے اپنی حسینہ جمیلہ لڑکی دکھائی اور اپنا بہترین مکان دکھایا اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ بادشاہ کے یہاں میری کیا قدر ہے؟ اگر تم میرے دین میں داخل ہو جاؤ تو میں اپنی لڑکی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا اور یہ سب نعمتیں تمہیں دے دوں گا۔ میں نے کہا کہ میں اپنا دین اور بیوی اس دنیا کے واسطے نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ شخص کئی روز تک مجھے اپنا دین پیش کرتا رہا۔ ایک رات اس کی بیٹی نے مجھے تنہائی میں اپنے باغ کے اندر بلایا اور پوچھا کہ کیا وجہ ہے، تم میرے باپ کی باتوں کو نہیں مانتے، میں نے وہی جواب دیا کہ ایک عورت کی خاطر میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا۔ تو اس

نے پوچھا کہ، اب تم کیا چاہتے ہو آیا ہمارے پاس ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے وطن جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا اپنے وطن جانا چاہتا ہوں۔ تو اس نے مجھے آسمان کا ایک ستارہ دکھا کر کہا کہ تم اس ستارے کو دیکھ کر رات کو چلتے رہو اور دن کو چھپتے رہو، اپنے ملک پہنچ جاؤ گے۔ اپنے ملک پہنچ جاؤ گے۔ پھر اس نے مجھے کچھ زادراہ دیا اور میں چل دیا۔ میں تین راتیں حسب ہدایت چلتا رہا، چوتھے روز میں چھپا بیٹھا تھا کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز معلوم ہوئی۔ بس میں نے سمجھ لیا کہ اب تو پکڑا گیا، اب جو غور سے دیکھا تو میرے شہید ساتھی اور ان کے ہمراہ سفید گھوڑوں پر کچھ اور لوگ بھی تھے، انہوں نے آکر کہا۔ کیا تم عمیر ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں میں عمیر ہوں، تم بتاؤ کہ تم تو قتل ہو چکے تھے؟ انہوں نے کہا کہ بے شک ہم قتل ہو چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے شہداء کو اٹھایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے جنازے میں شرکت کریں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے عمیر! ذرا اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا اور اس نے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ تھوڑی دیر چل کر اس نے مجھے پھینک دیا۔ مجھے کسی قسم کی چوٹ نہ آئی، اب جو دیکھا تو میں اپنے گھر کے قریب پہنچ گیا تھا۔ (ایضاص ۲۰۵)

تین مجاہدوں کی کہانی

ابن جوزی نے عیون الحکایات میں اپنی سند سے ابو علی الضریر سے روایت کیا، تین شامی بھائی رومیوں سے جہاد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رومی بادشاہ نے انہیں گرفتار کرلیا۔ بادشاہ نے کہا کہ میں اپنی حکومت میں تم کو حصہ دار کردوں گا اور اپنی لڑکیاں تمہارے نکاح میں دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ تم عیسائی بن جاؤ۔ مگر ان تینوں نے صاف انکار کردیا۔ پھر بادشاہ نے تین دیگیں تیل کی تین روز تک آگ پر چڑھائے رکھیں، اور ان کو ڈرانے کیلئے روزانہ وہ دیگیں دکھلائیں لیکن وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے، بالآخر بڑے

کو اس تیل میں ڈال دیا گیا۔ پھر دوسرے کو بھی اسی طرح، اب تیسرے کی باری تھی بادشاہ نے اس وقت بھی ورغلانے کی پوری کوشش کی مگر وہ ہر طرح ثابت قدم رہا۔ ایک رومی سردار کھڑا ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ میں اس کو اس کے دین سے توبہ کرا سکتا ہوں، یہ عرب والے عورتوں کو بہت پسند کرتے ہیں، میں اپنی بیٹی کے سپرد اس کو کر دوں گا، وہ خود اس کو بہکا لے گی۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کو سردار کے حوالے کیا۔ سردار نے سب معاملہ بیٹی کو بتا کر اس مجاہد کو بیٹی کے سپرد کر دیا۔ کئی دن بعد باپ نے بیٹی سے پوچھا کہ کیا تو اپنے ارادہ میں کامیاب ہوئی؟ اس نے کہا کہ نہیں، میرا خیال ہے، چونکہ اس کے دونوں بھائی اس شہر میں قتل کیے گئے ہیں اس لئے یہاں اس کا دل نہیں لگتا۔ اس لئے ہم دونوں کو کسی دوسرے شہر میں منتقل کیا جائے اور ہمیں مزید مہلت دی جائے۔ چنانچہ ان کو دوسرے شہر میں منتقل کر دیا۔ لیکن وہ جوان دن بھر روزے میں اور رات بھر نماز میں مشغول رہتا اور اس کی توجہ قطعاً لڑکی کی طرف نہ ہوتی۔ لڑکی نے جب اس کی پارسائی کو دیکھا تو اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ وہ دونوں ایک گھوڑے پر بیٹھ کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے، دن میں چھپتے اور رات کو چلتے، ایک دن ان دونوں نے اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی۔ اب جو غور سے دیکھا تو مجاہد کے دونوں شہید بھائی ملائکہ کی جماعت کے ساتھ جا رہے ہیں۔ اس شخص نے سلام کر کے ان سے حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ بس تھوڑی دیر کی تکلیف ہوئی جو تم نے دیکھی پھر ہم کو فردوس میں بھیج دیا گیا اور اب ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تمہاری شادی اس لڑکی سے کر دیں۔ چنانچہ وہ لوگ شادی کر کے چلے گئے اور یہ نوجوان شام اپنے وطن پہنچ گیا۔ کسی عربی دان شاعر نے کہا ہے۔

سیعطی الصا دقین الفضل صدق

نجاۃ فی الحیوۃ وفی الممات

ابراہیم بن ادھم کی گواہی

حافظ ابو محمد خلال نے کتاب کرامات الاولیاء میں اپنی سند سے روایت کیا کہ ابو یوسف غسولی نے کہا کہ ایک روز ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ شام میں میرے پاس آئے اور کہا کہ آج میں نے ایک عجیب تر چیز دیکھی ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں ایک قبر کے پاس کھڑا تھا کہ اچانک وہ پھٹ گئی اور اس میں سے خضاب لگائے ہوئے ایک بزرگ برآمد ہوئے اور مجھ سے کہا کہ مانگو، کیونکہ میں تمہارے لئے ہی نکلا ہوں۔ میں نے کہا کہ بتاؤ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں خدا کی بارگاہ میں برے اعمال کیساتھ گیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تین کاموں کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔ ایک تو یہ کہ جو خدا سے محبت رکھتا تھا میں نے اس سے محبت رکھی۔ دوم یہ کہ ناجائز چیز کبھی نہ پی۔ سوم یہ کہا کہ تو میرے پاس اس حال میں آیا ہے کہ تیری ڈاڑھی میں خضاب تھا اور مجھے خضاب والے سے حیاء آتی ہے کہ میں اس کو جہنم میں داخل کروں۔ راوی نے کہا کہ پھر قبر حسب معمول بند ہو گئی۔ (شرح الصدور ص ۲۱۴)

شہید نے جنازہ پڑھا

محاملی نے اپنی امالی میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے روایت کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ہمراہ شام میں تھا، ان کا ایک لڑکا شہید ہو چکا تھا۔ ایک دن اس شخص نے اچانک ایک سوار کو آتے دیکھا۔ اس شخص نے آ کر اپنی بیوی سے کہا کہ اے فلاں ''میرا اور تیرا بیٹا'' تو عورت نے کہا کہ تو اپنے آپ سے شیطان کو دور رکھ۔ میرا بیٹا تو ایک عرصہ ہوا شہید ہو چکا ہے۔ تیرے دماغ میں کچھ خرابی ہے، چل اپنا کام کر۔ وہ شخص استغفار کرتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد سوار قریب آ چکا تھا۔ اب جو غور سے دیکھا تو شبہ دور ہوا، واقعی وہ ان کا شہید بیٹا تھا۔ باپ نے کہا کہ اے بیٹے! کیا تو شہید نہیں ہوا

تھا؟ اس نے کہا کہ جی ہاں، مگر عمر بن عبدالعزیز کا وصال ہو گیا ہے۔ شہداء نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی ہے کہ وہ ان کے جنازے میں شرکت کریں۔ میں نے اپنے رب سے آپ کو سلام کرنے کی اجازت حاصل کر لی ہے، پھر وہ ان کو دعا دے کر چلا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز کا وصال اسی وقت ہوا تھا۔ (ایضاً ص ۱۱۳)

دعاؤں کے ہدیے پہنچتے ہیں

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے بشر بن منصور سے روایت کیا کہ ایک شخص کا معمول تھا کہ وہ قبرستان میں آکر بیٹھ جاتا اور جب بھی کوئی جنازہ آتا اس کی نماز پڑھتا اور شام کے وقت قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا کہ خدا تم کو انس عطا کرے اور تمہاری غربت پر رحم کرے، تمہارے گناہ معاف کرے اور نیکیاں قبول کرے۔ پس یہی کلمات کہتا تھا۔ وہی شخص روایت کرتا ہے کہ، ایک شام کو میں اپنا معمول پورا نہ کر سکا اور گھر آ گیا۔ میں سو رہا تھا کہ ایک کثیر مخلوق آ گئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم قبرستان والے ہیں۔ آپ نے عادت بنالی تھی کہ گھر آتے وقت ہم کو ہدیہ دیتے تھے اور آج نہ دیا۔ میں نے کہا کہ وہ ہدیہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ ہدیہ دعاؤں کا تھا۔ میں نے کہا کہ اچھا اب یہ ہدیہ میں تم کو پھر دوں گا۔ پھر میں نے اپنے اس معمول کو کبھی ترک نہ کیا۔ (ایضاً ص ۲۱۷)

اہل قبور کا ادراک

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے روایت کیا کہ مطرف کا کوڑا جمعہ کی رات کو روشن ہو جاتا تو وہ رات کو قبرستان میں آتے ایک مرتبہ اپنے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگے تو ان کو ایسا معلوم ہوا کہ سب قبر والے اپنی اپنی قبروں پر بیٹھے ہیں۔ قبر والے کہتے ہیں کہ دیکھو یہ مطرف ہے جمعہ کو تمہارے پاس آتے ہیں۔ تو وہ کہتے کہ کیا تم بھی

جانتے ہو کہ جمعہ بھی کوئی دن ہے، وہ کہتے کہ ہاں ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جانور اس روز کیا کہتے ہیں؟ جانور اس روز کہتے ہیں ''سلام سلام یوم صالح'' (ایضاص ۲۱۷)

باپ اور بیٹے کا رشتہ

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اپنی سند سے سفیان بن عینیہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا جب میرے والد کا انتقال ہو گیا تو میں نے بہت آہ بکا کی میں ان کی قبر پر روزانہ آتا تھا پھر کچھ کمی کر دی تو ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہے ہیں کہ، اے بیٹے! تم نے کیوں تاخیر کی؟ میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو میرے آنے کا علم ہو جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ہر مرتبہ تمہارے آنے کو معلوم کر لیتا تھا اور جب بھی تم آتے تھے تو میں تم کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا اور میرے آس پاس والے بھی تمہاری دعا سے خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ میں نے پابندی سے جانا شروع کر دیا۔ (ایضاص ۲۱۸)

قرض کی وجہ سے گرفت

ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں شیبان بن حسن سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے باپ اور عبدالواحد بن زید ایک جہاد میں گئے تو انہوں نے ایک کنواں دیکھا جس میں سے آوازیں آرہی تھیں۔ اندر دیکھا تو ایک شخص کچھ تختوں پر بیٹھا ہے اور اس کے نیچے پانی ہے، تو انہوں نے دریافت کیا کہ تم جن ہو یا انسان؟ تو اس نے کہا کہ انسان، پھر انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں کے رہنے والے ہو؟ تو اس نے کہا کہ میں انطاکیہ کا رہنے والا ہوں، میرے رب نے مجھے وفات دے دی اور اب مجھ کو اس کنوئیں میں قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند کر دیا ہے اور انطاکیہ کے کچھ لوگ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں مگر میرا قرض نہیں چکاتے۔ چنانچہ یہ لوگ انطاکیہ گئے اور اس کا قرض چکا کر واپس آئے تو وہ شخص [illegible] وہاں سے غائب تھا۔ چنانچہ

یہ لوگ پھر کنوئیں کے مقام پر سو رہے۔ رات کو خواب میں وہی شخص آیا اور اس نے کہا کہ جزا کم اللہ خیرا۔ میرے رب نے میرا قرض ادا ہونے کے بعد مجھ کو جنت کے فلاں حصہ میں داخل فرما دیا ہے۔ (ایضاً ص ۲۵۵)

ایک گورکن کا مشاہدہ

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ایک شخص بصرہ میں قبریں کھودنے کا کام کرتا تھا تو اس نے بتایا کہ ایک روز میں نے قبر کھودی اور اسی کے قریب سو گیا تو خواب میں دو عورتیں آئیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے عبداللہ! میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ تو اس عورت کو مجھ سے دور بھگا دے۔ میں جاگ پڑا تو دیکھا کہ ایک شخص کا جنازہ آ رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا تم دوسری قبر پر چلے جاؤ۔ وہ چلے گئے اور جب رات ہوئی تو پھر وہ عورتیں آئیں اور کہنے لگیں کہ "جزاک اللہ" تم نے ہم سے بہت لمبی برائی کو دور کر دیا۔ میں نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو مجھ سے کلام کرتی ہے مگر تیرے ساتھ والی عورت کلام نہیں کرتی، اس کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ بلا وصیت کے مرگئی تھی اور جو بلا وصیت کے مرے تو وہ قیامت تک کلام نہیں کر سکتا۔ (ایضاً ص ۲۵۴)

صعب اور عوف کا ماجرا

ابن ابی الدنیا اور ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں اپنی سند سے روایت کیا کہ صعب بن جثامہ اور عوف بن مالک آپس میں ایک دوسرے کے منہ بولے بھائی تھے تو صعب نے عوف سے کہا کہ اے بھائی! ہم میں جو بھی پہلے انتقال کر جائے تو وہ دوسرے کو خواب میں دیکھے۔ عوف نے کہا، کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ صعب نے کہا کہ ہاں ہو سکتا ہے، چنانچہ صعب کا انتقال ہو گیا اور ان کو عوف نے خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ "کیا معاملہ ہوا"۔ ... میرے رب نے میری

مغفرت کر دی۔ لیکن عوفؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی گردن میں ایک سیاہ چمکدار پٹی دیکھی تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ، یہ وہ دس دینار ہیں جو میں نے ایک یہودی سے قرض لئے تھے، وہ آج میرے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیئے گئے ہیں، اگر تم ان کو ادا کر دو تو اچھا ہے۔ میرے گھر والوں کے جتنے واقعات ہوئے اور ہوتے ہیں وہ سب مجھ بتائے جاتے ہیں حتیٰ کہ چند دن ہوئے کہ ہماری بلی مری، تو اس کی بھی اطلاع مل گئی اور یہ بھی تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ میری بیٹی چھ روز بعد مر جائے گی، تم اس کو اچھی طرح رکھو اور اچھا برتاؤ کرو۔ عوفؓ کہتے ہیں کہ صبح کو میں صعبؓ کے گھر آیا تو ایک برتن میں دس دینار پائے اور وہ لے کر یہودی کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ کیا صعب پر تمہارا کچھ قرض ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں دس دینار تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بہترین صحابی تھے، اللہ ان پر رحم کرے۔ میں نے دینار اس کی طرف بڑھائے۔ وہ کہنے لگا کہ واللہ، یہ تو وہی دینار ہیں جو میں نے دیئے تھے۔ میں نے گھر والوں سے دریافت کیا کہ، کیا صعب کی وفات کے بعد آپ لوگوں کے یہاں کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے؟ تو انہوں نے واقعات شمار کرانے شروع کئے، حتی کہ بلی کے مرنے کا واقعہ بتایا۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ میری بھتیجی کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کھیل رہی ہے۔ میں نے اس کو چھو کر دیکھا تو وہ بخار میں مبتلا تھی۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اس کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرنا۔ پھر وہ چھ روز بعد مر گئی۔ (ایضاً ص ۲۵۸)

﴿اعمال کا پورا بدلہ﴾

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے زہد میں عطیہ سے روایت کیا کہ عوفؓ بن مالک اشجعی نے ایک صاحب سے دوستی کی ہوئی تھی، ان کا نام محلّم تھا۔ جب محلّم کا وقت رحلت قریب آیا تو عوفؓ ان کے پاس آئے اور کہا کہ جب تمہاری رحلت ہو جائے تو تم مجھ کو خبر

دینا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھ جیسے شخص کے لئے یہ ممکن ہوگا تو آؤں گا۔ چنانچہ محلّم کا انتقال ہو گیا اور ایک سال بعد عوف نے ان کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم کو ہمارے اعمال کی پوری پوری جزاء دے دی گئی۔ انہوں نے پوچھا کیا سب کو جزا دے دی گئی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں مگر احراض کہ مانا ہوا بدکار تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ بخدا میں نے اس بلی کے اجر کو بھی پایا جو میرے مرنے سے ایک رات قبل گم ہو گئی تھی۔ صبح کو عوف محلّم کے گھر گئے تو ان کی بیوی نے عوف کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیا تم نے کبھی خواب میں محلّم کو دیکھا ہے، انہوں نے کہا کہ ہاں، آج رات دیکھا ہے، وہ مجھ سے اپنی بیٹی کو لیجانے کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے۔ پھر عوف نے اپنا خواب بیان کیا تو ان کی بیوی نے اپنے خادموں کو بلا کر دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ محلّم کی وفات سے ایک روز قبل بلی کھو گئی تھی۔ (ایضاً ص ۲۵۸)

ثابت بن قیس کی وصیت

......ابن حبان نے کتاب الوصایا میں، اور حاکم نے ''مستدرک'' میں اور بیہقی نے دلائل میں، عطا خراسانی سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ مجھے ثابت بن قیس بن شماس کی بیٹی نے بتایا کہ جنگ یمامہ میں ثابت شہید ہو گئے، ان پر ایک نفیس چادر تھی ایک مسلمان نے وہ اٹھالی، ایک مسلمان سو رہا تھا، ثابت خواب میں اس کو نظر آئے اور چادر کا حال بتایا اور بتایا کہ جو شخص چادر لے گیا ہے اس شخص نے چادر پر ہانڈی ڈھک دی ہے اور ہانڈی پر کجاوہ رکھ دیا ہے۔ تو تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کو حکم دو کہ وہ میری چادر لے لیں اور جب تم مدینہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آؤ تو ان سے کہنا کہ مجھ پر اتنا قرض ہے اور فلاں حضرت کا۔ چنانچہ اس نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

سے تمام واقعہ کہہ سنایا اور انہوں نے واپسی پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تمام ماجرا کہہ دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی وصیت پوری کی، ہمارے علم میں ثابت بن قیس بن شماس ہی کی ایک ایسی ہستی ہے، جس نے مرنے کے بعد وصیت کی اور اس کی وصیت پوری کی گئی۔ (ایضاص ۲۵۹)

۞...... حاکم نے حسین بن خارجہ سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا کہ فتنہ اولیٰ کے وقت میں بہت ہی سخت پریشان ہو گیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خداوند مجھے ایسی راہ دکھا جس میں سلامتی ہو۔ چنانچہ مجھ کو خواب میں دنیا و آخرت دکھائی دی اور ان کے درمیان دیوار تھی لیکن وہ کچھ لمبی نہ تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس دیوار کو عبور کر کے اس پر جاؤں اور اشجع کے مقتولین کو دیکھا کہ کچھ حضرات سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ شہداء ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں ہم تو فرشتے ہیں، شہداء تو بلند درجات پر پہنچ چکے ہیں اور میں درجہ بدرجہ بلند ہوتا گیا حتیٰ کہ ایک بہت ہی بلند درجہ پر پہنچ گیا۔ اس کی عظمت و وسعت کی خبر اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ وہاں حضرت محمد ﷺ تشریف فرما تھے اور ان کے قریب ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ آپ ابراہیم علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ میری امت کے لئے بخشش کی دعا فرمائیں، وہ کہنے لگے کہ آپ کو پتہ نہیں کہ آپ کے بعد آپ کی امت نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے اپنے خون بہائے ہیں اور اپنے امام کو شہید کر دیا ہے۔ کاش کہ وہ بھی ایسا ہی طریقہ اختیار کرتے، جیسے کہ میرے دوست سعد نے اختیار کیا۔ بس یہ خواب دیکھنا تھا کہ میں خوش ہوا اور دل میں کہا کہ اب میں سعد کو دیکھوں گا اور ان کے ساتھ ہو جاؤں گا، کیونکہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کو اپنا خلیل بتایا ہے، چنانچہ میں سعد کے پاس آیا اور ان کو خواب کہہ سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو ابراہیم علیہ السلام کا خلیل نہ بنا اس نے نقصان اٹھایا۔

میں نے سعد سے دریافت کیا کہ آپ کونسی پارٹی کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ کسی کے ساتھ نہیں۔ میں نے کہا کہ اب آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا، کیا تمہارے پاس بھیڑ بکریاں ہیں، میں نے کہا کہ نہیں، انہوں نے فرمایا کہ کچھ بکریاں خرید لو اور وہ لے کر کہیں چلے جاؤ۔

۞...... حاکم و بیہقی نے دلائل میں سلمٰی سے روایت کیا کہ میں ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی تو ان کو روتا ہوا پایا۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں روتی ہیں، وہ کہنے لگیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں اور سر اقدس اور ڈاڑھی مبارک گرد آلود ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں قتل گاہ حسین سے ابھی آ رہا ہوں۔

۞...... حاکم نے معتمر سے روایت کی کہ مجھ سے ایک شیخ نے روایت کیا کہ ایک عورت جس کا ہاتھ شل تھا، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات میں سے کسی ایک بیوی کے پاس آئی اور کہا کہ اللہ سے دعا کر دیجئے کہ وہ میرے اس ہاتھ کو درست کر دے، آپ نے دریافت کیا، تمہارا ہاتھ شل کیوں ہو گیا؟ اس نے اپنا واقعہ بتایا کہ میرا والد ایک مال دار مخیر آدمی تھا اور میری ماں کے پاس کچھ نہ تھا، اس نے کبھی کچھ صدقہ نہ کیا تھا البتہ ایک مرتبہ ہمارے ہاں ایک گائے ذبح ہوئی تو اس کی تھوڑی چربی اس نے ایک مسکین کو دی اور چھتڑا اس کو پہنا دیا۔ پھر میرے باپ اور ماں دونوں کی رحلت ہوئی میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک نہر پر ہیں اور لوگوں کو سیراب کر رہے ہیں، میں نے دریافت کیا کہ اے باپ! کیا آپ نے میری ماں کو بھی دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تمہاری ماں کو نہیں دیکھا۔ بڑی تلاش کے بعد ملی، وہ تنگی میں تھی، اس کے جسم پر وہ پھٹا ہوا کپڑا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا۔ وہ اس کو اپنے ایک ہاتھ میں لئے ہوئے تھی اور ایک ہاتھ سے پانی مانگ رہی تھی اور اس کا جو اثر

دوسرے ہاتھ پر ہوتا تھا اس کو چوس کر اپنی پیاس کو تسکین دیتی تھی اور پکار رہی تھی کہ ''پیاس، پیاس!'' میں نے اپنی ماں کو اس حالت میں دیکھ کر کہا کہ اے ماں کیا میں تجھ کو سیراب نہ کروں؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے ایک برتن پاپ سے لیا اور اس کو پانی پلایا، اتنے میں جو لوگ اس پر مقرر تھے، ان میں سے ایک نے کہا کہ جس نے اس عورت کو پانی پلایا ہے خدا اس کے ہاتھ کو شل کردے، سو میرا ہاتھ شل ہو گیا۔ (شرح الصدور ص ۲۶۱)

✿ ..... ابن ابی الدنیا نے کتاب المنامات اور ابن سعد نے طبقات میں محمد بن زیاد ہانی سے روایت کی، عصف بن حارث نے عبداللہ بن عائذ صحابی سے وفات کے وقت کہا کہ اگر آپ وفات کے بعد ہم کو اپنے حالات سے مطلع کرسکیں تو ضرور کریں، چنانچہ وہ ایک زمانے کے بعد ان سے خواب میں ملے اور کہا کہ ہم کو نجات مل گئی اگرچہ امید بہت ہی کم تھی، ہمارا رب بہت ہی مغفرت اور رحم کرنے والا ہے۔ البتہ احراض کی مغفرت نہ ہوئی میں نے عرض کیا کہ یہ احراض کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ احراض وہ لوگ ہیں جو گناہ میں اتنے مشہور ہیں کہ ہر طرف سے ان پر انگشت نمائی کی جاتی ہے۔

✿ ...... ابن ابی الدنیا نے ابو الزاہریہ سے روایت کیا کہ عبدالاعلیٰ بن عدی، ابن ابی بلال خزاعی کے پاس عیادت کو آئے اور کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنا اور اگر ہو سکے تو ہم کو اپنے حالات سے مطلع فرمادیں، اتفاقاً ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے خاندان کی ایک عورت نے ان کو خواب میں دیکھا، انہوں نے اس عورت سے کہا کہ میری بیٹی جلد ہی میرے پاس آنے والی ہے اور تم عبدالاعلیٰ سے کہہ دو کہ میں نے ان کا سلام بارگاہ نبوت میں پیش کردیا ہے۔ (ایضاً ص ۲۶۳)

فصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ و سلم

الی یوم القیام و الدین

ایصالِ ثواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَکْرَمِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

حضرات گرامی قدر! آج ہم قرآن وسنت کے مطابق مسئلہ ایصال ثواب کے بارے میں کچھ بیان کرتے ہیں۔ مولا کریم صحیح بیان کی توفیق عطا فرمائے اور سب مسلمانوں کوعمل کی لذت عطا فرمائے۔ یادرکھیں کہ ایصال کا مطلب ہے پہنچانا اور ثواب کا مطلب ہے اجر' انعام تو ''ایصال ثواب'' کا مطلب ہوا''ثواب اور اجر پہنچانا'' تمام مسلمان حضور سراپا نور ﷺ کے زمانہ ظاہری سے لے کر آج تک اپنے فوت شدہ مسلمان بھائیوں کیلئے ایصال ثواب کرتے آ رہے ہیں۔ ایصال ثواب تیسرے دن کیا جائے' ساتویں دن کیا جائے' دسویں دن کیا جائے یا چالیسویں دن کیا جائے' ہر طرح اور ہر دن جائز ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے پابندی نہیں لگائی تو کسی ''مولوی'' میں جرات نہیں ہونی چاہیے کہ کوئی پابندی عائد کرے اور کہتا پھرے کہ فلاں دن ثواب پہنچانا جائز نہیں' جب قرآن وسنت نے منع نہیں کیا تو یہ لوگ کیوں منع کرتے ہیں۔

حضرات گرامی! کلام کا ثواب بھی جائز ہے اور طعام کا ثواب بھی جائز ہے۔

☆ کلام پہنچانے کے دلائل

کلام میں دعا' تلاوت قرآن' نعت رسول سب شامل ہیں۔ بدنی عبادات کا ثواب بھی اسی میں شمار ہوتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس کا ثبوت کیا ہے' اللہ کریم نے فرمایا۔

﴿۱﴾ وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْمِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ' اور جو لوگ انکے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش لے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش لے جو ایمان کیساتھ رخصت ہو گئے۔ ﴿القرآن﴾

﴿۲﴾ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جن فرشتوں نے اللہ کا عرش اٹھا رکھا ہے اور جو اس کے گرد طواف کرتے ہیں' وہ سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں' اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہیں اور ایمان والوں کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ ﴿القرآن﴾

﴿۳﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ' اے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا' اے ہمارے رب' ﴿ہماری﴾ دعا قبول کر لے اے ہمارے رب! مجھے بخش لے اور میرے والدین کو بخش لے اور تمام مومنوں کو بخش لے قیامت کے دن۔ ﴿القرآن﴾

حضرات گرامی! ان مذکورہ آیات کریمہ پر غور فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ ایمان والوں کیلئے بخشش و مغفرت کی دعائیں کرنا' تمام مسلمانوں کا بھی طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاک فرشتوں کا بھی طریقہ ہے' اس بات کو سب اپنے اور بیگانے خوب جانتے ہیں کہ تیسرے' ساتویں' دسویں' چالیسویں اور سالانہ برسی کے موقع پر مسلمان اکٹھے ہو کر بخشش و مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ اپنے جانے والے

مسلمان بھائیوں کو یاد کرتے ہیں اور ان کی بلندی درجات کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور استدعا کرتے ہیں۔ یہی عمل ایصال ثواب ہے۔ قرآن پاک کی مذکورہ آیات کریمہ میں مسلمانوں اور فرشتوں کے اکٹھے ہو کر دعا مانگنے کا واضح طور پر ذکر موجود ہے۔ باقی رہ گیا دن کا مقرر کرنا تو ہر صاحب شعور آدمی جانتا ہے کہ دن یا وقت کے تقرر اور تعین کے بغیر کوئی کام ممکن ہی نہیں' ہر کام کا وقت مقرر ہے' نمازوں کا وقت مقرر ہے' روزوں کا وقت مقرر ہے۔ حج کا وقت مقرر ہے۔ اگر کوئی ایصال ثواب کیلئے مسلمانوں کو جمع کرنے کیلئے کوئی دن یا وقت مقرر کرلیتا ہے تو اس میں یہ سہولت ہوتی ہے کہ لوگ آسانی سے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ہاں خرابی اس عقیدے میں ہے کہ کوئی یہ سمجھے کہ ثواب صرف مخصوص دنوں میں ہی پہنچتا ہے' اگلے پچھلے دنوں میں نہیں' الحمدللہ کوئی مسلمان ایسا غلط عقیدہ نہیں رکھتا' مسلمانوں کے بارے میں اچھا خیال رکھنا چاہیے' بدگمانی بہت بڑی لعنت ہے جو اتحاد واتفاق کو ختم کر دیتی ہے۔

دعا کا کوئی وقت خاص نہیں' کوئی تیسرے دن' ساتویں دن' گیارھویں' بارھویں کے دن یا چالیسویں دن مانگ لے جائز ہے کوئی نماز میں' نماز کے بعد' نماز سے پہلے' دفن سے پہلے' دفن کے بعد' صبح' دوپہر' شام کے وقت دعا مانگ لے' اللہ پاک اسے قبول فرماتا ہے' فرمان خداوندی ہے۔

اُجِیبُ دَعْوَۃَ الدَّعا اِذَا دَعَانِ' میں ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں' وہ جس وقت بھی دعا کرے' ﴿القرآن﴾

اب اگر کوئی تنگ نظر ''مولوی'' یہ کہتا ہے کہ تیسرے دن' ساتویں دن وغیرہ دعا کرنا کہاں لکھا ہے تو وہ ہٹ دھرم ہے۔ وہ قرآن وسنت کو چھوڑ کر اپنی نئی شریعت گھڑنا چاہتا ہے۔

☆ ایک شبہ کا ازالہ

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ''ایصال ثواب'' یا ''ختم درود'' وغیرہ کی اصطلاحیں قرآن و حدیث میں نظر نہیں آتیں' ان لوگوں نے کیوں اپنا لیں ہیں' جواباً عرض ہے کہ ''اہل حدیث'' ''دیو بندی'' ''اہل القرآن'' ''جماعت اسلامی'' ''لشکر طیبہ'' ''اہل حدیث یوتھ فورس'' کی اصطلاحیں قرآن و حدیث میں تو نظر نہیں آتیں' تم لوگوں نے کیوں اپنا لیں ہیں' اس طرح فقہ' تجوید' قرات' اعراب' جلسے' جلوس' مدرسے' صرف' نحو' منطق' اصول قرآن' اصول حدیث' یہ سب نام موجود نہیں تھے۔ تم لوگ کیوں استعمال کرتے ہو' اگر کوئی سمجھنے کی کوشش کرے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ سب چیزیں حضور ﷺ کے دور ظاہری میں اصطلاحاً دکھائی نہیں دیتیں لیکن عملاً موجود تھیں' اسی طرح اگر ایصال ثواب اور ختم درود کی اصطلاحیں نہیں تھیں یعنی یہ نام نہیں تھے لیکن سب کا ان چیزوں پر عمل تھا۔ کیا حضور ﷺ اور ان کے صحابہ کرام لوگوں کیلئے دعائے مغفرت نہیں کرتے تھے؟ کیا وہ مسلمان بھائیوں کیلئے بدنی اور مالی عبادات سرانجام نہیں دیتے تھے؟ کیا وہ درود پاک نہیں پڑھتے تھے؟ اور حمد و نعت کی محفلیں منعقد نہیں کرتے تھے؟ کیا حسان بن ثابت اور کعب بن زہیر اور حضرت عباسؓ نے حضور ﷺ کی صدارت میں مسلمانوں کی محفلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی شان و عظمت بیان نہیں کی؟ کیا صحابہ کرام نے اپنے والدین کے ثواب کیلئے کنویں نہیں کھودے' نمازیں نہیں پڑھیں' حج نہیں کیے؟ یہ سب کام ہوتے تھے۔ اس کے واقعات موجود ہیں' ان سب کاموں کا مقصد صرف اور صرف ''ایصال ثواب'' ہی تو تھا اور کیا تھا۔ اگر کوئی آدمی مسئلے کی نوعیت سمجھنے کی کوشش نہ کرے اور خواہ مخواہ شور و غل مچاتا رہے کہ یہ بدعت ہے۔ یہ حرام ہے تو ہمارے خیال میں یہ اس کی کم عقلی اور کج فہمی ہے' بقول اقبال

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

☆ رسول اللہ کے ارشادات

ہمارے نبی ﷺ کے متعدد ارشادات موجود ہیں' جن میں آپ نے ایمان والوں کیلئے دعائے بخشش کرنے کی ترغیب دی ہے۔ فرمایا

﴿۱﴾ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ' مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ یعنی قبر والا قبر میں ڈوبنے والے فریادی کی طرح ہوتا ہے اور دعا کا انتظار کرتا ہے' دعا قبر میں پہنچتی ہے' اگرچہ دعا کرنے والا باپ ہو' ماں ہو' بھائی ہو یا دوست ہو' جب دعا پہنچتی ہے تو اسے دنیا اور مافیہا سے پیاری ہوتی ہے' اللہ دعا کو پہاڑوں جتنا ثواب عطا کر کے قبروں میں داخل کرتا ہے بیشک زندوں کی طرف سے قبر والوں کی طرف بہترین ہدیہ دعائے مغفرت ہے۔ ﴿مشکوٰۃ﴾

حضرات محترم! یہ حدیث مبارک بتاتی ہے کہ بخشش کی دعا قبر میں پہنچتی ہے اور قبر والا دعا کا انتظار کرتا ہے۔ نیز یہاں حضور ﷺ کے عطائی علم غیب کا اظہار بھی ہو رہا ہے کیونکہ آپ نے قبر کے وہ احوال کھول کر رکھ دیئے۔

جن کا تعلق ''جہان غیب'' سے استوار ہوتا ہے
عالم الغیب اللہ کی ذات سے
سیکھ کر غیب آیا ہمارا نبی

﴿۲﴾ حضور ﷺ نے دیکھا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا' ایک کو چغلی کی وجہ سے اور دوسرے کو پیشاب کے چھینٹوں کی وجہ سے' آپ نے دو سبز شاخیں لے کر ان کی قبروں پر گاڑ دیں' جن کی تسبیح کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہو گئی۔ ﴿بخاری شریف﴾

حضرات گرامی! یہ حدیث مبارک بتا رہی ہے کہ اگر سبز شاخوں کی تسبیح کی

بدولت عذاب دور ہو سکتا ہے تو مسلمانوں کی دعائے مغفرت اور ذکر و مدحت کی بدولت بھی عذاب دور ہو سکتا ہے۔ کیا یہ لوگ مسلمانوں کو ''سبز شاخوں'' جتنا مقام بھی نہیں دیتے۔

﴿۳﴾ حضور ﷺ نے فرمایا اُمّتِی اُمَّۃٌ ''مَرْحُوْمَۃٌ'' تَدْخُلُ فِیْ قُبُوْرِھَا بِذُنُوْبٍ وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لَاذُنُوْبَ عَلَیْھَا تَمَحَّصَ عَنْھَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ' یعنی میری امت' امت مرحومہ ہے۔ اپنی قبروں میں داخل ہوتی ہے۔ گناہوں کیساتھ مگر جب اپنی قبروں سے نکلے گی تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا کیونکہ ایمان والوں کی دعائے مغفرت سے اس کے گناہ ختم ہو جائیں گے۔ ﴿شرح الصدور﴾

﴿۴﴾ ''ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے درجے دیکھ کر عرض کرے گا۔ اے اللہ! یہ درجے کہاں سے آئے' اللہ فرمائے گا' بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ یہ درجے تیرے بیٹے کی دعائے مغفرت کے صدقے بلند ہوئے۔ ﴿ابو داؤد مشکوۃ﴾

﴿۵﴾ عاص بن وائل کافر مر گیا' اس کے بیٹوں نے عرض کی ہم اس کیلئے کوئی چیز صدقہ کر سکتے ہیں' حضور ﷺ نے فرمایا ''اگر وہ مسلمان تھا' تو اس کیلئے قربانی دیں' حج کریں یا صدقہ دیں وہ اسے ضرور پہنچے گا۔

﴿۶﴾ حضور ﷺ صحابہ کرام کے ہمراہ حضرت ماعز ابن مالک کے گھر ایک دن یا دو دن کے بعد تشریف لے گئے اور مغفرت کی دعا مانگی' اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِکٍ' اے اللہ! ماعز ابن مالک کی بخشش فرما' ﴿مسلم شریف﴾

پانچویں حدیث مبارک بتا رہی ہے کہ ایصال ثواب کیلئے مسلمان ہونا شرط ہے۔ کسی کافر کو کوئی ثواب نہیں پہنچ سکتا بلکہ الٹا ثواب پہنچانے والا خود کافر ہو جائے گا' گویا ثواب پہنچانا کام ہی مسلمانوں کا ہے' غیر مسلموں کا ہرگز نہیں اور چھٹی حدیث مبارک بتا رہی ہے کہ فوت شدگان کے گھر جانا اور ان کیلئے بخشش کی دعا کرنا سنت رسول ہے' عادت صحابہ ہے۔

☆ طعام پہنچانے کے دلائل

حضرات گرامی! جس طرح کلام' فاتحہ' دعا' درود' حمد ونعت کا ثواب پہنچتا ہے اس طرح طعام کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔ دراصل طعام کسی مستحق انسان کو کھلا کر اس سے ملنے والا ثواب فوت شدہ مسلمانوں کو پہنچانا امر جائز ہے۔ اس کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت سعد ؓ کی والدہ کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے پوچھا فَاَیُّ الصَّدَقَۃُ' میں کونسا صدقہ کروں' حضور ﷺ نے فرمایا ''پانی'' انہوں نے کنواں کھودا اور کہا ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ' یہ سعد کی ماں کیلئے ہے' ﴿مشکوٰۃ' ابوداؤد﴾

یہ حدیث' ایصال ثواب کی حقانیت پر بہت روشن دلیل ہے۔ اگر پورے پانی کے کنویں کا ثواب ام سعد کو ملے تو جائز ہے' تعامل صحابہ سے ثابت ہے' حکم مصطفیٰ سے موید ہے تو پانی کا ایک گلاس کس طرح حرام ہوگیا۔ اناج اور ثمرات کیسے ناجائز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حلال کردہ کاموں اور چیزوں کو حرام کہنا کتنا بڑا جرم ہے۔

﴿۲﴾ حضور ﷺ نے فرمایا' طعام وغیرہ سونے کے طباق میں رکھ کر فرشتہ قبر والے کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے یَا صَاحِبَ الْقَبرِ الْعَمِیقِ ھٰذِہٖ ھَدْیَۃٌ لِاَھْلِکَ فَاقْبِلْھَا' اے گہری قبر والے یہ تیرے گھر والوں نے ہدیہ بھیجا ہے اسے قبول کرلے تو وہ اسے قبول کر کے اندر سے اور باہر سے خوش ہو جاتا ہے''۔

☆ ایک حسین نکتہ

کئی لوگ یارسول اللہ! یاغوث' یا خواجہ اور یا مجدد کہنے سے پریشان ہوتے ہیں۔ انہیں اس فرمان رسول پر غور کرنا چاہئے' فرشتہ کہتا ہے یَاصَاحِبَ الْقَبرِ اے قبر والے' گویا قبر والوں کو یا کہہ کر مخاطب کرنا فرشتے کی سنت ہے۔ نیز ایصال ثواب کے ہدیے اور تحفے سے قبر والے راضی ہوتے ہیں۔ یہاں یہ کہنا

کہ قبر والے تمہارے ختموں پر گزارا کرتے ہیں' یہ سب باتیں دین کے معاملات میں مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ کیا قبر میں جنتی رزق نہیں آتا' جنتی لباس نہیں اترتا' جنتی نعمتیں نازل نہیں ہوتیں' یہ سب کچھ مسلمانوں کی دعا کا صدقہ ہے اور ایصال ثواب کا نتیجہ ہے۔ ہاں ایصال ثواب سے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور نیکوکاروں کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ گویا یہ وہ عمل ہے جسکا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

☆ ایصال ثواب کا کھانا

ایصال ثواب کا کھانا فقراء اور غرباء کی خدمت میں پیش کیا جائے' طلباء کو کھلایا جائے' معصوم بچوں کو پیش کیا جائے۔ صرف ناک رکھنے کیلئے برادری کو تو اکٹھا کرنا اور امرا اور اغنیاء کو کھلانا جبکہ مستحقین کو جھڑک دینا ٹھیک نہیں۔ پہلے ان کو کھلانا چاہئے۔ اگر سب لوگ کھانا چاہتے ہیں تو ختمات طیبہ پر ''میلاد مصطفیٰ'' کی نیت کر لیجائے کیونکہ میلاد مصطفیٰ اور ذکر مصطفیٰ کا تبرک ہر امیر و غریب کیلئے یکساں طور پر جائز ہے۔ سب امیر و غریب بارگاہ رسالت کے سوالی ہیں۔ بہتر نیت سے کام بہتر ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ یہاں بھی بہت تشدد سے کام لیتے ہیں اور اس کھانے کو حرام کہہ دیتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ فتویٰ سراسر قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ پس کھاؤ اس چیز کو جس پر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے' اگر تم مومن ہو۔ ﴿القرآن﴾

اب انصاف سے دیکھا جائے کہ کیا کھانے پر قرآن پڑھنا' کھانے پر خدا کا ذکر کرنا نہیں ہے۔ کیا قرآن خدا کا ذکر نہیں ہے۔ بسم اللہ شریف تو سب ہی پڑھتے ہیں۔ اگر ایک بسم اللہ شریف جائز ہے تو سارا قرآن یا الحمد شریف یا قل شریف کیوں جائز نہیں؟ کاش خدا عقل سلیم کی دولت عطا فرمائے۔ پھر یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایصال ثواب کے منکر بھی ختموں میں بیٹھتے ہیں اور سیر ہو کر کھانا

کھاتے ہیں' کیا وہ حرام کھاتے ہیں' پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ کیا کریں جی برادری کا معاملہ ہے' رشتہ داری کا مسئلہ ہے' ہم کہتے ہیں کہ کیا برادری اور رشتہ داری کو خوش کرنے کیلئے حرام کھانا جائز ہے؟

آپ خود اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اہل انکار کی کتابوں سے ثبوت

حضرات محترم! ایصال ثواب کو منکرین کے بڑے بڑے علماء نے بھی تسلیم کیا ہے' چنانچہ دیو بندیوں کے مشترکہ پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' نامی رسالے میں ختموں اور میلاد کی محفلوں کو تسلیم کیا ہے' اہل حدیث کے مولانا وحید الزماں نے ''ہدیۃ المھدی'' نامی کتاب میں ایصال ثواب اور نذر و نیاز کو درست تسلیم کیا ہے' مولانا عبدالستار غیر مقلد نے بھی لکھا ہے۔

دعا منگن میں کارن مومن کردا عرض نمانا
سورۃ فاتحہ تین قل پڑھ کے ختم درود پچانا

اس طرح نواب صدیق حسن بھوپالی نے کتاب التعویذات میں ختم غوثیہ' ختم قادریہ اور ختم مجددیہ کا ذکر کیا ہے اور اس کے طریقے رقم کیے ہیں' نیز اپنی کتاب ''الشمامۃ العنبریہ'' میں میلاد مصطفیٰ کی خوشی کو مسلمان ہونے کی علامت قرار دیا ہے۔ دیو بندیوں اور غیر مقلدوں کے متفقہ عالم مولانا اسماعیل دہلوی نے بھی اموات کیلئے ایصال ثواب کو فائدہ مند قرار دیا ہے اور ''صراط مستقیم'' میں بزرگان دین کے فیض روحانی کو تسلیم کیا ہے۔ اگر عام مسلمان سواد اعظم ایصال ثواب سے بدعتی ہو جاتے ہیں تو یہ سب کیوں بدعتی نہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

☆ امت کی طرف سے قربانی

صحاح ستہ کی مشہور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور جان کائنات فخر موجودات ﷺ ہمیشہ ہر سال اپنی طرف سے اور اپنی پیاری امت کی طرف سے قربانی دیا کرتے تھے۔ یہ ایصال ثواب کی بہترین صورت ہے کیونکہ حضور ﷺ خود جانور ذبح کر کے اسکا ثواب اپنی امت مرحومہ کو پہنچا دیتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کیلئے جانور ذبح کرنے کا ثواب پہنچانا بھی جائز ہے۔ اس کی روشنی میں اگر کوئی مسلمان کوئی جانور اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرے اور اس کا ثواب حضور غوث اعظمؒ کو پہنچا دے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ حضرت علی المرتضیٰؓ بھی حضور ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے' کیا حضرت علیؓ کا یہ عمل غلط ہے؟ اگر قربانی کا ثواب حضور ﷺ اور آپ کی امت کو پہنچ سکتا ہے تو باقی کھانوں اور اچھے کاموں کا ثواب کیوں نہیں پہنچ سکتا' کیا کوئی آیت اور حدیث پیش کی جا سکتی ہے۔ یاد رہے کہ ہم قرآن اور حدیث کے پابند ہیں کسی ''مولوی'' کے تاریک فکر کے پابند نہیں۔

اب ہم آخر میں چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی آدمی صرف ایک آیت یا ایک حدیث پیش کر دے جس کا ترجمہ یہ ہو کہ مسلمانو! ختم دلانا حرام ہے۔ تیجہ' ساتہ چالیسواں کرنا حرام ہے' گیارھویں اور میلاد کی محفلیں منعقد کرنا حرام ہے' بزرگوں کے عرس منانا حرام ہے۔ ختموں کے کھانے کھانا حرام ہے۔ کوئی آدمی بھی ایک آیت یا ایک حدیث ایسی بیان نہیں کر سکتا جس میں ان چیزوں کی حرمت و ممانعت وارد ہو۔ تو پھر اصول فقہ کے مطابق جس چیز کی حرمت و ممانعت وارد نہ ہو وہ جائز ہوتی ہے۔ کیونکہ اَصْلُ الاشیاءِ الْاِبَاحَةُ چیزوں کی اصل اباحت ہے۔ مولا کریم سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رستہ چھوڑ نبی سرور دا کوئی نہ منزل پکدا
لکھ محنت جے ایویں کریئے کلر بیج نہ اگدا

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ



تصنیف

ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری الغزنوی

المشہور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

الحاج مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

دیباچہ

شمس بریلوی مدظلہ

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور